58

# محدث






مجلس التحقیق الاسلامی گارڈن ٹاؤن لاہور

73

مدیر اعلیٰ

حافظ عبدالرحمن مدنی

ماہنامہ محدث لاہور

## ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی        مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

## گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے        زرِ سالانہ: ۲۰۰روپے بیرون ملک: ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر/بینک ڈرافٹ ۲۰۰روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔    ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476    موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com __    www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

## اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!
لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

---

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

---

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

---

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

---

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

---

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ **محدّث** لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

ملّتِ اسلامیّہ کا علمی اور اصلاحی مجلّہ

ماہنامہ **مُحدِّث** لاہور

(فون) صدر دفتر: ۳۵۴۲۵۰ | ذیلی دفتر: ۵۴۸۷۳

جلد ۷ | ربیع الاول ۱۳۹۷ھ | عدد ۳

# فہرست مضامین



ناشر: حافظ عبدالرحمٰن مدنی | طابع: چودھری رشید احمد | مطبع: مکتبہ جدید پریس، ۴۔ شارع فاطمہ جناح، لاہور

زرِ سالانہ: [illegible] روپے | فی پرچہ [illegible] روپیہ

فکر و نظر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# کون جیتا اور کون ہارا؟

## قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا — وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا

الیکشن اور انتخابات کی ریت کب پڑی اور کہاں پر اس کی بسم اللہ ہوئی ؟ یہاں اس سے بحث نہیں، لیکن یہ بات یقینی ہے کہ، حکمران طبقہ کے سلسلہ کی بدگمانی اس کا سبب بنی اور سیاسی شاطروں نے اس سے کھل کر فائدہ اٹھایا، ستائے ہوئے عوام کا استحصال کیا اور باہمی منافرت اور رقیبانہ مناقشت میں الجھا کر پوری قوم کو نقصان پہنچایا، جو ہاتھ سماج دشمن عناصر اور آمر حکمرانوں کے گریبانوں کی طرف بڑھ سکتے تھے، وہ اب ایک دوسرے کے جیب، دامن اور گریبانوں پر اٹھنے لگے۔ وقت اور دولت کا جو ضیاع ہوا، اس کا احساس زیاں بھی جاتا رہا۔ وارے نیارے چند شاطروں کے ہوئے، قربانی پوری قوم کو دینا پڑی اور جن موہوم امیدوں کے لالچ میں ضمیر اور ایمان کا ناس کیا، وہ بھی "حسرت" ہی بن کر گلے کا ہار بنیں۔

خَسِرَ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ

بدگمانی یہ تھی کہ: یہ صاحب لوگ قیادت کے اہل نہیں ہیں، اس لیے انہیں یہ مسند چھوڑ دینا چاہیے! اب چاہیے تو یہ تھا کہ وہ قوم کا اعتماد بحال کرتے اور عملاً اپنی اہلیت کا ثبوت دیتے مگر ہوا یہ کہ وہ لوگوں کے گھروں کو اٹھ دوڑے اور منتوں سے کہنے لگے کہ: خدارا کہو کہ: میں اہل ہوں، اگر اس پر بھی کوئی چپ رہتا ہے تو سفارشیں پیدا کر کے درخواستیں دہراتے ہیں، اب بھی کوئی ہاتھ نہ آئے تو اس کے پاؤں پڑ کر اس کی زبان کو پکڑ کر ہلاتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر شکار ہاتھ سے جاتا نظر آتا ہے تو پھر گولی تان کر پوچھتے کہ: ارے الو کے پٹھے "ووٹ" دو گے یا نہیں، اگر اب بھی وہ "نہیں" پر رک سکا" تو پھر تھانے جا کر رشوت دیتے ہیں، تھانیدار اٹھتے ہیں، ووٹر کے بال بچے اور عزیز و اقارب کو پکڑ کر تھانے میں یرغمال بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ الغرض دہشت گردی کے چکر چلا کر دنیا کو مجبور کرتے رہے کہ:

کہو: میں سب سے اچھا ہوں، قیادت اور اعتماد کا اہل ہوں، بلکہ یہ کہو کہ: میرے سوا پوری قوم کے پاس اور کوئی متبادل قیادت نہیں ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

بہر حال یہ واہیات رے اتنی بڑھی کہ تقریباً ہر ملک میں متحارب گروپ پیدا ہو گئے اور اس "جوت پتان" کی بازی میں جو جیتا دنیا نے سمجھا کہ اس نے خدا کو بھی جیت لیا اور جو ہار گیا دنیا کی نگاہ میں وہ سب سے راندۂ درگاہ قرار پایا — مگر ہمارے نزدیک "حقیقی جیت" تو شاید کسی کی ہوئی ہو، ہار سب کی یقینی ہوئی، بلا استثنا سب نے افراط و تفریط سے کام لیا، دھاندلیاں کیں، جھوٹ بولے، دل کی کدورتوں کی تخلیق اور ان کی آبیاری کے سامان کیے، جلب زر اور اقتدار کی خواہش مچلی، دین و ایمان، عقل و ہوش اور عوام کا استحصال ہوا، سنجیدہ سوچ اور مساعی جمیلہ کا خون ہوا، سب سے بڑھ کر یہ کہ: دنیا کسی کی بنی، آخرت دوسرے نے بیچ کر اسے خراج تحسین پیش کیا، اللہ اور اس کے رسول برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہار اور جیت کا جو تصور اور پیمانے مقرر کیے، اب وہ بھی یکسر بدل گئے۔

یہاں ہمیں اس سے بحث نہیں کہ یہ نام نہاد "ہار جیت" کس کی ہوئی، جو ہارے وہ اپنے کیے کا پھل پا گئے اور جو جیتے گویا وہ بھی اپنے دام میں آپ ہی آ گئے — جو ہارے وہ سکرات کی تلخی سے نجات پا گئے اور جن کی جیت ہوئی انھوں نے اپنے اوپر "نزع" طاری کر لی۔ کل تک پتہ چلے گا کہ اس کی جان آسانی سے نکلی یا عذابوں سے، کیونکہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ: صاحبِ اقتدار، اقتدار حاصل کر کے چھری کے بغیر ذبح ہوا۔ فقد ذبح بغير سكين (ابوداؤد) بایں حزم و احتیاط حضرت عمرؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ:

میں خدا سے اپنی خدمات حقہ کا صلہ نہیں چاہتا بس اتنی آرزو ہے کہ معاملہ برابر برابر ہی رہے۔

آپ غور فرمائیں کہ جو لوگ اپنی پوری مدہوشی کے عالم میں اقتدار کے دام کھڑے کرتے رہے ہیں، ان کی جان کیسے نکلے گی اور کل ان کا حشر کیا ہو گا؟

جس بات کو یہ لوگ اپنی "جیت" بتا رہے ہیں، خدا کے نزدیک یہ تو چند روزہ ایسی "متاع قلیل" ہے، جس نے اسے چکھا وہ بھی کل پچھتائے گا اور جو اس سے محروم رہا وہ بھی حسرتوں کی آگ میں جلتا رہے گا۔ اس جیت سے پہلے کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ کون ہے اور کیسا ہے؛

لیکن اب ملک کا پتہ پتہ ترازو بن جاتا ہے جس میں وہ تلنے لگ جاتا ہے اور قوم کا ہر ہاتھ اسے تولنے پر کمر کس لیتا ہے۔ اس لیے عموماً ایسے تلنے والوں کا انجام حوصلہ شکن ہی رہا ہے۔

جن کو حقیقی جیت نصیب ہوئی خدا کے نزدیک ان کی کچھ خصوصیات اور علامات ہیں، وہاں پارٹی یا برادری سسٹم کی کوئی بات نہیں، جو ان خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ خدا کے ہاں جیت اسی کی ہوتی ہے۔ قرآن حکیم میں ان کی پوری تفصیل آگئی ہے۔ اہلِ جیت کے ذکر میں فرمایا۔

. جو ایمان لائے اس کی عافیت کے لیے ہجرت کی، راہِ خدا میں جہاد کیا، اپنے مال اور جانیں لڑا دیں۔ خدا کے ہاں ان کے بڑے درجے ہیں اور وہی کامیاب لوگ ہیں۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللہِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ (توبہ ع ۳)

جس نے خدا اور رسول کا حکم مانا، اللہ سے ڈرا اور اس (کے غصے) سے بچتا رہا وہ اپنی مراد پا گیا۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ (پ ۱۸ - النور ع)

معمولی نہیں عظیم کامیابی حاصل کی۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا (پ ۲۲ - السباع)

جو لوگ رسولِ برحق پر ایمان لائے، اس کی حمایت کی اور ان کو مدد دی اور اس روشنی کے پیچھے ہو لیے جو اس کے ہمراہ نازل کی گئی وہ فلاح پا گئے۔

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ ۙ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ ۹ - الاعراف ع ۱۹)

فرمایا: تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو (دنیا کو) نیک کاموں کی طرف دعوت دے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے، یہ لوگ اپنی مراد کو پہنچیں گے۔

وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ ۴ - آل عمران ع ۱۱)

دنیا و آخرت کی سب بھلائیاں اور فلاح و بہبود اللہ کے رسول اور ان کے ان ساتھیوں کے حصے میں آئیں گی جنھوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال کی قربانیاں دیں۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ۱۰۔ التوبۃ ع۱۱)

جو لوگ اللہ کی رضا چاہتے ہیں ان کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ رشتے داروں کو ان کا حق دیں اور مسکینوں اور مسافروں کو (ان کا حق) یہی ان کی کامیابی ہے۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ۲۱۔ روم ع۴)

جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہ راہِ راست پر بھی ہیں اور کامیاب بھی۔

اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ۲۱۔ لقمان ع۱)

جو لوگ خدا کے حضور پیش ہونے سے ڈرتے ہیں وراثتِ ارضی ان کے حصہ میں آئے گی۔

وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ (پ۱۳۔ ابراھیم ع۲)

مومن ہو کر اللہ اور رسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں، ممکن نہیں ہے، خواہ وہ ان کے بزرگ یا عزیز اور اپنے کنبہ کے لوگ ہوں۔ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی، یہ خدائی جماعت ہے اور یہ خدائی جماعت ہی کامیاب ہونے والی ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ۲۸۔ الحشر ع۳)

جو بدنصیب لوگ ایسے عظیم انسانوں کا مذاق اڑاتے ہیں، خدا خود ان کو سمجھ لیتا ہے۔ ہاں خدا اپنے ان بندوں کو خود نوازتا ہے اور جیت بھی انہی کی ہوتی ہے۔

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (پ۱۸۔ المومنون ع۶)

فرمایا: جیت اسی کی ہوئی جس نے اپنی روح کو پاک کر لیا۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (پ ۳۰ - الشمس ع)

اور خود پاک صاف رہا۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (پ ۳۰ - الاعلیٰ ع)

روح اور نفس کے تزکیہ و طہارت کی عظمت کا اندازہ اس سے فرمائیے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اللہ سے اس کے لیے دعائیں کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِىْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا

سچائی انسان کی نجات اور کامیابی کا ذریعہ ہے۔

واللہ یا ھؤلاء ولا ینجیکو الا الصدق (قالھا احد الثلثۃ - بخاری)

ان کی زندگیاں اندھیروں میں اُجالا، چوکھی فتنوں اور سیلاب بلامیں روشنی کی باعث ہوتی ہیں جن کے سینے اخلاص کا خزینہ ہوتے ہیں۔

طُوْبٰى لِلْمُخْلِصِيْنَ، اُولٰٓئِكَ مَصَابِيْحُ الْهُدٰى تَنْجَلِىْ عَنْهُمْ كُلُّ فِتْنَةٍ ظَلْمَآءَ (بیہقی)

وہ قوم بہت بڑی خوش نصیب ہوتی ہے جس کو نیک نیت قیادت اور مخلص رہنما مل جاتے ہیں، انہی کا بیڑا پار ہوتا ہے اور انہی کی جیت ہوتی ہے۔ ایسے لوگ خود فلاح پاتے ہیں اور قوم کے لیے رحمت ثابت ہوتے ہیں۔

قد افلح من اخلص قلبہ للایمان وجعل قلبہ سلیما ولسانہ صادقا ونفسہ مطمئنۃ وخلیقتہ مستقیمۃ وجعل اذنہ مستمعۃ وعینہ ناظرۃ (رواہ احمد)

قرآن حکیم کا دامن تھام لینے والا تباہی سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ اس کا ایک پلہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں۔

فان ھذا القرآن طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم فتمسکوا بہ فانکم لن تھلکوا ولن تضلوا بعدہ ابدا (رواہ البزار والطبرانی)

اقوام و ملل کی عزت و نکبت، پستی اور بلندی، روحانی تسکین اور زندگی کی پاکیزگی اور طہارت، جیت اور ہار، قرآن حکیم پر موقوف ہے۔

ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ اخرین (مشکوٰۃ)

خیر و برکت، ہار اور جیت اس خوش نصیب کے لیے جس کی زندگی کو اللہ تعالیٰ نے "خیر و برکت" کی کنجی اور "شر اور بدی" کے لیے تالا بنایا۔

ان هذا الخیر خزائن تلك الخزائن مفاتیح فطوبیٰ لعبد جعله اللہ عزوجل مفتاحا للخیر مغلاقا للشر (رواہ ابن ماجہ)

قیامت میں ان لوگوں پر خدا کا سایۂ رحمت ہو گا (۱) امام عادل (۲) نوجوان عبادت گزار (۳) مسجد سے مانوس لوگ (۴) اور محض اللہ کی رضا کے لیے باہم پیار رکھنے والے۔ الخ

یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ امام عادل وشاب نشأ فی عبادۃ اللہ ورجل قلبہ معلق فی المساجد ورجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ (بخاری)

بر سر اقتدار افراد کی شکلیں کیسی ہوں گی، عدل و انصاف کیا اور انسانیت سے پیش آیا تو وہ کھل جائیں گی، ورنہ یار ہی بار ہوگی۔

ما من امیر عشرۃ الا یؤتی بہ یوم القیمۃ مغلولا لا یفکہ الا العدل (رواہ احمد) ما من والی ثلثۃ الا لقی اللہ مغلولۃ یمینہ فکہ عدلہ او غلہ جورہ (رواہ ابن حبان)

فرمایا کہ جس نے ایک ایسے شخص کے ہاتھ اقتدار کا کوئی محکمہ دیا جس سے بہتر ملک میں لوگ موجود تھے، اس نے اللہ، رسول اور سب مسلمانوں سے غداری کی۔

من استعمل رجلا من عصابۃ وفیھم من ھو ارضی منہ فقد خان اللہ و رسولہ والمومنین رواہ الحاکم۔

جو لوگ یا پارٹیاں اور قومیں ناکام رہیں، گھاٹے اور نقصان سے دوچار ہوئیں اور انتہائی عروج پر فائز ہونے کے باوجود نامراد ہی رہیں، قرآن حکیم نے ان کی بھی تفصیل بیان کی ہے جس کا مطالعہ غالباً قارئین محدث کے لیے بصیرت افروز رہے گا۔

فرمایا افترا پرداز نامراد رہا۔

قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (پ ۳۰۔ طٰہٰ ع)

نام نہاد انتخابات کے دوران "افترا پردازی" جس قدر عروج پر پہنچ جاتی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص یا پارٹی اپنی جعلی جیت پر خوش ہوتا ہے تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ، خدا ان کو غیرت سے ہمکنار کرے۔

فرمایا، جو لوگ بے انصاف اور دھاندلی پسند ہیں، وہ بھی برباد ہوئے۔

وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا (پ ۱۳۔ ابراہیم ع)

سرکش، دل کے کوڑھی اور جعلی خدا بھی خاسر و خائب رہے۔

وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ (پ۱۳ - ابراهیم ع)

منکرینِ حق دادودہش حق کی راہ مارنے کے لیے کرتے ہیں مگر انجام کار یہی اخراجات ان کیلئے سامانِ عبرت بن جائیں گے، آخرت میں ان کو جہنم رسید کرکے پاک لوگوں سے ان کو الگ کر دیا جائے گا۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (پ۹ - انفال ع)

"اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ منکرینِ حق اپنے مال (اس لیے خرچ کرتے رہتے ہیں تاکہ (لوگوں کو) راہِ خدا سے روکیں، سو یہ لوگ (تو) مال کو (اسی طرح پر) خرچ کرتے ہی رہیں گے (مگر) پھر (آخر کار وہی مال) ان کے حق میں (موجب) حسرت ہو گا کہ (خرچ بھی کریں اور) پھر ہوتے (بھی) کھائیں اور جو منکرینِ حق ہیں جہنم کی طرف ہانک دئے جائیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک لوگوں کو پاک لوگوں سے الگ کرے اور ناپاک لوگوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر ان سب کا (ایک) ڈھیر بنائے پھر اس ڈھیر اکے ڈھیر کو جہنم میں جھونک دے۔ یہی لوگ ہیں جو گھاٹے میں ہیں۔"

یہاں پر کافروں کے ضمن میں بعض شرارتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ ایسے کام صرف کافر ہی کر سکتے ہیں، لیکن جب ایک مسلمان ہو کر راہِ حق پر بوجھ بننے اور سازشوں کے ذریعے اسے ٹالنے اور بریکیں لگاتے ہوئے نہ شرمائیں تو غور فرمائیے! ان کے لیے خدا کی جناب سے کیا سزا تشخیص کی جائے گی؟ اور کن لفظوں سے ان کا ذکر کیا جانا چاہیے؟

فرمایا کہ، کچھ ایسے لوگ بھی آپ کو ملیں گے کہ وہ بھاگ بھاگ کر دینِ حق کے مخالفوں میں شمولیت کریں گے اور بہانے یہ بنائیں گے کہ بھئی! آج کل ان کے پاس طاقت ہے۔ ان کی وجہ سے ہم کسی گردش میں نہ آجائیں۔ چونکہ ان بزدلوں کا راز بالآخر کھل جائے گا شرمسار ہو جائیں گے لیکن جب مسلمان ان سے گلہ کریں گے تو قسمیں کھائیں گے کہ دل تو ہمارے تمہارے ساتھ ہیں؛ فرمایا ایسے لوگوں کے اعمال ضائع ہو گئے اور سراسر نقصان میں بھی یہی رہے۔

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَن تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا

فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِیْنَ ۔ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِیْنَ ۔ (مائدہ ع)

"تو جن لوگوں کے دلوں میں کوڑھ ہے تم ان کو دیکھو گے کہ ان (مخالفوں) میں (شمولیت کے لیے بڑی) جلدی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں اس بات کا ڈر لگتا ہے کہ کہیں (بیٹھے بٹھائے) ہم کسی پھیر میں نہ آجائیں۔ سو کوئی دن جاتا ہے کہ اللہ (دینِ حق کے پرستاروں کی) فتح یا کوئی (اور) امر اپنی طرف سے پیش لائے گا تو اسی وقت یہ بزدل) اس (خدشہ) پر جو اپنے دلوں میں وہ چھپاتے تھے پشیمان ہوں گے۔ اور (جب) مسلمان (افسوس کرتے ہوئے آپس میں) کہیں گے کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو بڑے زور سے قسمیں کھا (کھا) کر کہتے تھے کہ ہم (دل سے تو) تمہارے ساتھ ہیں، ان کا کیا دھرا سب اکارت ہوا اور وہ حد درجہ گھاٹے میں رہے!"

فرمایا: وہ بھی ہارے جنھوں نے اسلام کے سوا کسی اور طرزِ حیات کی خواہش کی اور اُسے ڈھونڈا۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (پ ۳۔ آل عمران ع)

مطلب کا دین، کچھ ملتا نظر آیا تو سب سے بڑا مسلمان ورنہ تم کون ہم کون؟ ایسے لوگ بڑے گھاٹے میں پڑے اور سب سے بڑی بار ہارے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ نِ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ نِ انْقَلَبَ عَلٰی وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ (پ ۱۷۔ الحج ع)

"اور لوگوں میں کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو خدا کی عبادت تو کرتا ہے (مگر) اکھڑا اکھڑا کر اگر اس کو کوئی فائدہ پہنچ گیا تو اس کی وجہ سے مطمئن ہوگیا اور اگر اس پر کوئی مصیبت آپڑی تو جدھر سے آیا تھا الٹا ادھر کو ہی لوٹ گیا، اس نے دنیا (بھی) کھوئی اور آخرت (بھی) صریح گھاٹا یہی کہلاتا ہے۔"

ہم سب اگر اس آیت کے آئینہ میں اپنا اپنی شکل دیکھنے کی کوشش کریں تو کسی کو بھی اپنی شکل اوپری محسوس نہ ہوگی۔ اِنَّا لِلّٰہ۔

فرمایا: اصل میں ہارے وہی جو قیامت میں خود اور ان کے بال بچے گھاٹے میں رہے۔

قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ (پ ۲۳۔ الزمر ع)

"کہہ دو! فی الحقیقت گھاٹے میں وہ لوگ رہے جو قیامت کے دن اپنا اور اپنے اہل و عیال کا نقصان کر لیں گے۔

دشمنانِ خدا (اعداء اللہ) کے بارے میں فرمایا کہ: ہم بھی ان کے لیے ایسے ساتھی مقرر کر دیتے ہیں جو ان کی حماقتوں کی نشاندہی کرنے کے بجائے الٹا ان کو حسین بنا کر پیش کرتے رہتے ہیں تاکہ انھیں اپنی حماقتوں کی چاشنی کا بھی اندازہ ہو جائے۔ دراصل شروع سے ہی یہ ہارے ہوئے حرماں نصیب لوگ ہوں گے۔

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ (پ۲۴ - حم السجدہ ع۳)

"اور ہم نے ان کے ساتھ (برے) ہم نشیں (تعینات) کر دیے تھے تو انھوں نے ان کے اگلے اور پچھلے تمام حالات ان کی نظر میں اچھے کر دکھائے اور ان سے پہلے جنات کی اور آدمیوں کی (اور) بہت سی (نافرمان) امتیں جو گزری تھیں ان کے شمول میں (عذاب کا) وعدہ ان کے حق میں بھی پورا ہو کر رہا، بے شک یہ لوگ (شروع سے) اپنے نقصان کے درپے تھے۔"

یہ وہ عظیم حقیقت ہے جس کا آپ شب و روز مشاہدہ کر سکتے ہیں، خاص کر "جو سیاسین سواد اور بااثر افراد" ہوتے ہیں، وہ تو عموماً اس خدائی تدبیر کے نرغے میں رہتے ہیں۔ جیسا کہ قارئین جانتے ہیں۔ منکرینِ حق کی دوستی اور نقالی خسارے کی خشتِ اولین ہے۔ اس کے صدقے میں وہ ہار حصے میں آتی ہے کہ دنیا کے ساتھ آخرت بھی فنا ہو جاتی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ۔ (پ۴ - آل عمران ع۱۶)

"مسلمانو! اگر تم منکرینِ حق کے کہے میں آ جاؤ گے تو وہ تمھیں الٹے پیروں لوٹا کر لے جائیں گے، پھر تم ہی الٹے گھاٹے میں آ جاؤ گے۔"

الغرض! صحیح معنی میں جیت اس کی ہوتی ہے جس کی دنیا کے ساتھ آخرت بھی سلامت رہتی ہے، اگر آخرت کی قربانی دے کر کسی نے اپنی دنیا بنالی تو سمجھ لیجیے! جیت کر اس نے اپنی زندگی کی ساری پونجی ہار دی۔ یہ الیکشن جو لوگ جیتے انھیں اس امر کا بھی جائزہ لینا چاہیے کہ اس جوئے میں ایمان، ضمیر، انسانی اخلاق اور اسلامی نوامیس تو نہیں ہارے؟ اگر یہ نہیں ہار لے تو پھر آپ کی جیت ہوئی، یہ اقتدار، تخت نصر یا فراعنہ اور نماردہ کی میراث نہیں ہے، سلیمانی اور یوسفی تخت و تاج ہے۔ اگر ان مبارک اقدارِ حیات اور

الکتاب والحکمة

عزیز زبیدی۔ واربرٹن

# نجی اغراض کی تکمیل کے لیے ابتلا اور فتنوں کے چکر چلانا

## شاطرانہ چکر بازی ہے

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (پ ۲۔ البقرہ ع ۲۴) وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (بقرہ ع ۲۷)

یہ چکر خونریزی سے زیادہ سنگین ہیں۔ (۱) فتنہ (برپا کرنا) خونریزی سے بڑھ کر سنگین ہے۔

(پ) فتنہ برپا کرنا (کشت و) خون سے بڑھ کر ہے۔

یہاں پر "فتنہ" ایسے ابتلاء، تخریب، فساد، تحریص وتخویف، ترغیب وترہیب، لفظی مغالطوں اور استحصالی وعدوں جیسے چکروں کا نام ہے، جن سے غرض راہئی حق کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے یا حق وصواب کے روشن افق پر پردے ڈالنا، ایسے چکر باز انسان محض اپنے نفس و طاغوت کی دلجوئی کے لیے دین نبی کے سلسلے میں بھی عوام کو عوامی گمراہیوں کے ذریعے گمراہ کرتے ہیں، حق و صداقت، قرآن اور نبی کا نام لے کر خلق خدا کا استحصال کرتے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں "فتنہ" کے معنی "ہتھکنڈے" بھی کر سکتے ہیں۔ بہرحال ظاہر ان کا سانپ کی طرح دلکش ہوتا ہے مگر مکروہ اغراض کی بنا پر باطن ان کا زہریلا بن جاتا ہے، جن کے زہر سے ملی عافیتیں غارت ہوتی ہیں، امن عامہ تباہ ہوتا ہے، ملکی فضائیں مسموم اور معاشرتی قدریں داغدار ہو جاتی ہیں شاطروں کے وارے نیارے ہوتے ہیں، عوام شرمناک استحصال کے نرغے میں چلے جاتے ہیں۔

یہ ہتھکنڈے جیسے اجتماعی پیمانے پر ہوتے ہیں ویسے وہ اپنے انفرادی پیمانے بھی رکھتے ہیں، جو گو وہ انفرادی تشکل میں ہوتے ہیں تاہم اجتماعی فتنہ سازی کے لیے اولین درس گاہ کا کام بھی دے جاتے ہیں۔ آج کی یہ چنگاری، کل کے لیے ایک عظیم آتش کدہ بھی بن سکتی ہے۔

ان ہتھکنڈوں کے محرکات فکری گمراہیاں بھی ہو سکتی ہیں، نجی اور شخصی ہوس بھی، وہ سیاسی بھی ہو سکتے ہیں اور کاروباری بھی۔ مفادِ عاجلہ کی کوئی اور وقتی تحریک بھی ہو سکتی ہے، کوئی محدود اور فانی بے چینی کی تسکین کا کوئی داعیہ بھی۔ الغرض: ابتلاء، اور فتنوں کے چکر بہت بڑی آفات ہیں۔

جب وہ کسی معاشرہ میں جڑ پکڑ لیتے ہیں، انتہائی مکروہ برگ و بار لاتے ہیں۔ معاشرتی صحت اور قدریں مسموم ہو جاتی ہیں، اقوام و ملل صحت مند معاشرہ کی تخلیق سے قاصر رہتی ہیں، رہنما کے بجائے زیادہ رہزن پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں، مواساۃ اور نیک تعاون کی توفیق سے محرومی ان کا مقدر بن جاتی ہے، دنیا کی یہ بستی بھیڑوں اور بھیڑیوں کی بستی ہو کر رہ جاتی ہے۔ خلقِ خدا کو روشنی چھپا کر نادانی اور ان کی آنکھوں پر مغالطوں کے پردے ڈالنا فلسفیانہ حکمتِ عملی تصور کی جانے لگتی ہے۔ اس باب میں جو جتنا شاطر ہوتا ہے اتنا ہی وہ قادر کہلاتا ہے۔ اس قسم کے ہتھکنڈوں سے قوم کی نفسیات مسخ ہوتی ہیں، افراد کا مزاج غلط رنگ پکڑتا ہے۔ ملکی ماحول اور فضا باہمی اعتماد سے محروم ہو جاتی ہے، اب بدگمانیوں کے بھوت ناچتے اور دیو دندناتے ہیں۔ اس لیے اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ کوئی قوم اپنے مقامِ بریں سے گر کر رسوا اور ذلیل و خوار ہو جائے تو اس میں ہتھکنڈوں کا چلن عام کر دیا جائے، پھر آپ دیکھیں گے کہ اب اس کو کسی خارجی دشمن کی ضرورت نہیں رہی۔ اب وہ اپنے ہاتھوں اپنی قبر آپ کھودنے کے قابل ہو گئی ہے جیسا کہ قرآنِ حکیم نے ایک ناہنجار قوم کے تذکرہ میں فرمایا ہے۔

وَظَنُّوٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ (پ ۲۸۔ الحشر ع ۱)

"اور خود ان کا خیال یہ تھا کہ ان کے قلعے ان کو اللہ (کی گرفت) سے بچا لیں گے۔ سو اللہ (کا عذاب) ایسی جگہ سے ان پر آیا کہ ان کے سان گمان میں بھی نہیں تھا اور ان کے دلوں میں اللہ نے رعب ڈال دیا تو وہ (اب) اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں اپنے گھروں کو اجاڑ رہے ہیں۔ سو اے آنکھوں والو! سوچو، عبرت پکڑو۔"

اس آیت میں قومِ یہود کا ذکر ہے "ہتھکنڈے" جن کی زندگی کے خمیر میں شامل تھا، یہاں تک کہ وہ خدا کے حضور بھی چکر چلانے اور ہتھکنڈے استعمال کرنے سے نہیں شرماتے تھے۔ ان کی پوری زندگی "ہتھکنڈوں اور چکر بازی" کی زندگی رہی ہے۔ اس لیے اس قوم سے بڑھ کر اور کوئی قوم پریشان اور ویران نصیب دیکھنے میں نہیں آئی۔

یہود کے علاوہ "چکر باز" قوم ثمود بھی تھی، حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ختم کرنے کے لیے ایک چکر چلایا کہ ہر قبیلے کے ذمہ دار لوگ قسم کھائیں کہ رات کو ان پر حملہ کریں گے۔

پھر یہ شور برپا کریں گے کہ "ہلے گلے" میں بیچارے مارے گئے، خدا جانے کس نے یہ حرکت کی، ہم تو موقع پر موجود بھی نہیں تھے۔

قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (پ ۱۹ - النمل ع ۴)

فرمایا وہ بھی ایک چال چلے اور ہم نے بھی ان کو اس کا مزہ چکھایا:

وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (ایضاً)

چنانچہ ان کو صفحۂ ہستی سے بھی مٹا دیا:

اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ (ایضاً)

وہ دیکھیے! ان کے اجڑے پڑے گھر:

فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا (ایضاً)

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ (پ ۱۴ - النحل ع ۴)

"یعنی ان سے پہلے لوگوں نے بھی (حق کے خلاف) تدبیریں کی تھیں تو خدا نے ان (کے منصوبوں) کی عمارت کی جڑ بنیاد سے اکھاڑی تو اس (خیالی عمارت) کی چھت (دھڑام سے) ان ہی پر ان کے اوپر سے گر پڑی اور جدھر سے ان کو خبر تک نہ تھی، عذاب نے آ لیا۔

حق کو اپنی راہ پر چلانے کی کوشش - سچی عبدیت اور فطری راہ یہ ہے کہ: انسان حق کا احترام کرے اور اس کے پیچھے چلے، اس کے بجائے کوئی شخص اگر یہ خواہش کرے کہ حق اس کا دم بھرے اور اس کے نفس و طاغوت کا ایما ہو، وہ ادھر کو اٹھ دوڑے تو یہ بات نہ صرف غیر دانشمندانہ ہے بلکہ ندامت اور ناکامیوں کو دعوت دینا بھی ہے، بہر حال اللہ تعالیٰ نے یہ شکوہ کیا ہے کہ جن کے دلوں میں کوڑھ ہوتا ہے ان کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ حق ہی ان کے پیچھے چلے تاکہ وہ اپنا الّو سیدھا رکھ سکیں۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِيْلِهٖ (پ ۳ - آل عمران ع ۱)

مطلب کی بات ہو تو سب ممکن ورنہ معذرت۔ چکر بازوں کا شعار ایک یہ بھی ہے کہ جب مطلب نہ ہو تو حق کے ساتھ چلنے سے معذوری ظاہر کریں گے کہ گھر اکیلا ہے، بیمار ہوں، جیب میں پیسے نہیں

ہیں، فرصت نہیں، یہ بات ہے وہ بات ہے، ہاں اگر کچھ وصول ہوتا ہو، اور کچھ نہیں، تو انتقام کی پیاس کی تسکین کا کوئی سامان ہی ہاتھ آتا ہو تو پھر کوئی کام بھی ناممکن نہیں رہتا۔ وقت بھی مل جاتا ہے۔ بازوؤں میں طاقت بھی آجاتی ہے۔ اور خرچ کرنے کو پیسہ بھی ہاتھ لگ جاتا ہے۔

وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا (پ ۲۱ - الاحزاب ع ۲)

"یعنی ان میں سے کچھ لوگ کہنے لگے پیغمبر سے (گھر لوٹ جانے کی) اجازت مانگنے (اور) کہنے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں۔ حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں (بلکہ) ان کا ارادہ تو صرف بھاگنے ہی کا ہے۔ اور اگر (ایسے ہی لشکر) مدینے کے اطراف (و جوانب) سے ان پر آگھسیں اور ان سے فتنہ (برپا کرنے) کو کہا جائے تو وہ اسے برپا کر ہی دیں اور ان (گھروں میں) بس برائے نام ہی ٹھہریں۔"

ایسے لوگ ساتھ دیں بھی تو خیر نہیں۔ یہ فتنہ پرور لوگ پہلے تو راہِ حق میں آپ کا ساتھ دیں گے ہی نہیں، اگر دیں گے بھی تو شرارت کی نیت سے دیں گے۔

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ (توبہ ع ۷)

"اگر یہ لوگ تم میں (مل کر) نکلتے بھی تو بس تم میں اور زیادہ خرابیاں ہی ڈالتے اور تم میں فتنہ برپا کرنے کی غرض سے تمہارے درمیان (ادھر کے اُدھر اور اُدھر کے ادھر) دوڑے دوڑے پڑے پھرتے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ چکر بازوں کے یارانے خطرے سے خالی نہیں ہو سکتے ہاں وقتی بات الگ ہے۔

یہ چکر باز لوگ بہت جھوٹے ہیں۔ حق تعالیٰ قیامت میں ان سے پوچھیں گے کہ تمہارے وہ معبودانِ باطل کہاں غائب ہو گئے جن کے ہاں تم سجدہ ریز رہے ؟ تو بولیں گے الٰہی تیری قسم! ہم نے شرک کیا ہی نہیں تھا، اللہ فرمائیں گے کہ دیکھیے یہ کتنے جھوٹے ہیں :

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ (پ ۷ - الانعام ع ۳)

یہ چکر خود چکر بازوں کے لیے چکر ثابت ہوں گے۔ یہ چکر باز آج جو چکر چلا رہے ہیں کل یہی

چکر خود اپنی چکر بازوں کے لیے چکر بن جائیں گے۔

يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنَّكُمْ فَتَنتُمْ أَنفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ (پ ۲۷ - الحدید ع ۲)

"وہ (چکر باز) پکار کر کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ (مسلمان) کہیں گے: ہاں۔ تھے تو لیکن تم نے اپنے آپ کو گمراہی میں پھنسا رکھا تھا اور تم راستہ دیکھا کرتے تھے اور تم شک رکھتے تھے اور تم کو تمہاری بے ہودہ تمناؤں نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچا۔"

بغل میں چھری منہ میں رام رام۔ چکر بازوں کے ہتھکنڈے نرالے ہوتے ہیں۔ امن کے بڑے داعی بنتے ہیں لیکن اگر ان کو امنِ عامہ کو تہ و بالا کرنے اور فتنہ برپا کرنے کی طرف دعوت دی جائے تو کود پڑتے ہیں۔

سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَن يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّ مَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا (پ ۵ - النساء ع ۱۲)

"کچھ اور لوگ تم ایسے بھی پاؤ گے جو تم سے (بھی) امن میں رہنا چاہتے ہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہنا چاہتے ہیں (مگر حال یہ ہے کہ) جب کبھی ان کو کوئی فتنہ و فساد برپا کرنے کی طرف لوٹا کر لے جائے تو اوندھے منہ اس میں جا گرنے کو موجود۔"

چڑھتے سورج پر نگاہ رکھتے ہیں۔ یہ چکر باز لوگ عموماً چڑھتے سورج کے پجاری ہوتے ہیں، اگر با اصول اور ایماندار شخص کا ستارہ اوج پر پہنچا ہے تو اس کے ساتھ ہو لیں گے، اگر کسی بد کی باری آئی ہے تو دوڑ کر اس کا دامن پکڑ لیں گے۔ لیکن انجام کار دھوبی کا کتا۔ گھر کا نہ گھاٹ کا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ ۖ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ ۖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ (پ ۱۷ - الحج ع ۱)

"اور لوگوں میں کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو خدا کی عبادت تو کرتا ہے (مگر) اکھڑا اکھڑا کہ اگر اس کو کوئی فائدہ پہنچ گیا تو اس کی وجہ سے مطمئن ہو گیا اور اگر اس پر کوئی افتاد پڑی تو جدھر سے آیا تھا الٹا ادھر ہی کو لوٹ گیا۔ اس نے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی۔

افسوس! یہ ٹولہ شروع سے کثرت سے چلا آ رہا ہے۔ جواب کسی سے بھی پوشیدہ نہیں رہا۔

اللہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ ہم سے چھپ نہیں سکتے۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا (پ ۱۸ - النور ع ۹)

"اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے آڑ میں ہو کر کھسک جاتے ہیں"

جاکر واپس آجاؤ۔ شاطر لوگ حق کی راہ مارنے کے لیے کئی راہیں چلتے ہیں، اپنے اغراض کی تکمیل کے لیے اپنے گماشتوں کو "مائلین حق" کی جماعت میں شامل کراتے ہیں تاکہ اس میں رہ کر جاسوسی کریں اور تخریبی کارروائیاں کر کے اس کی ساکھ کو نقصان پہنچائیں، قرآن حکیم نے ان شاطروں کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (پ ۳ - ال عمران ع ۸)

"اور اہل کتاب میں سے ایک گروہ (اپنے لوگوں کو) سمجھاتا ہے کہ مسلمانوں پر جو کتاب نازل ہوئی ہے، صبح کو اس پر ایمان لاؤ اور شام کو (اس سے) انکار کر دیا کرو، شاید (اس سازش سے) وہ (دین اسلام سے) پھر جائیں"

گویا کہ یہ طریق کار سنجیدہ اور باضمیر لوگوں کا کام نہیں ہے۔ یہود و نصاریٰ کی خوئے بد اور بری سرشت کی صدائے بازگشت ہے۔ بہر حال "چکر بازی" صرف راہ راست سے ہٹ کر چلنے کی ایک مکروہ سبیل ہے جسے صرف وہ لوگ اختیار کرتے ہیں جو متوازن اور متبادل راہ چلنے سے قاصر ہوتے ہیں اس لیے چکر بازوں کی یہ چکر بازی خود ان کے لیے چکر بازی بن جائے گی۔ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا (پ ۱۰ - توبہ ع ۷)

الحدیث والسنۃ

عزیز زبیدی۔ وار برٹن

# چکر بازوں کی حکمت عملی

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قَالَ يَهُودِيٌّ لِصَاحِبِهِ اذْهَبْ بِنَا اِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ لَا تَقُلْ: نَبِيٌّ اِنَّهُ لَوْ سَمِعَكَ كَانَ لَهُ اَرْبَعُ اَعْيُنٍ (رواہ ابوداؤد والنسائی والترمذی)

اسے نبی کے نام سے نہ پکارو۔ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک یہودی نے اپنے رفیق سے کہا کہ: اس نبی کے پاس میرے ہمراہ چلیے! اس نے کہا: (اوہو) "نبی" نہ کہو، یقین کیجیے! اگر (یہ کہتا ہوا) اس نے تجھے سن لیا تو اس کی آنکھیں چار ہو جائیں گی (بہت ہی خوش ہو جائے گا)"

کسی کے جائز مقام و مرتبہ اور خوبی کے اعتراف سے محض اس لیے گریز کرنا کہ: اس کا حوصلہ بڑھے گا اور اس کے جائز مقاصد کو شہ ملے گی، جہاں بہت بڑی کم ظرفی ہے وہاں انسان کشی بھی ہے اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کی صورتِ حال اس وقت پیدا ہوتی ہے، جب کوئی معترض، دفترِ عمل میں ویسے کسی عظیم کردار کا نمونہ پیش کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ عہدِ جاہلیت کے عظیم شاعر ولید بن ربیعہ عامری کو ایک نادر بات پر خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ: اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ۔ (بخاری ومسلم عن ابی ہریرۃ رض)

سب سے سچی بات جو ایک شاعر نے کہی، ولید کی بات ہے کہ: اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔

غور فرمایئے! کہ حضرت ولید نے عہدِ جاہلیت میں ایک حکیمانہ بات کہی جس کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی داد دی۔

سب سے بڑا چکر باز مداری۔ دنیا میں سب سے بڑا چکر باز مداری دجال ہو گا جو "موت و حیات"

کے کرشمے دکھا کر لوگوں سے اپنی خدائی منوائے گا۔

فَيَقُولُ الدَّجَّالُ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّونَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُولُونَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ الحدیث (بخاری مسلم عن ابی سعید الخدریؓ)

"چنانچہ دجال پوچھے گا کہ: آپ کا کیا خیال ہے۔ اگر میں اسے قتل کر کے پھر زندہ کر دوں (تو) کیا میرے معاملہ میں پھر بھی شک کرو گے؟ جواب دیں گے: نہیں! چنانچہ وہ اسے قتل کر کے پھر زندہ کر دے گا۔"

معلوم ہوتا ہے کہ: اصل بات "تنہا قول" یا تنہا کردار کی نہیں ہے، بلکہ دونوں کے مابین ہم آہنگی کی ہے، بات حق کی ہے اور اس کے مطابق اس کی زندگی کے شب و روز بھی ہوں تو اس کی بات حرزِ جان اور جانِ ایمان ہوتی ہے، کیونکہ جو چکر باز مداری ہوتے ہیں وہ باتوں باتوں میں "دل بھی موہ سکتے ہیں: ان من البیان لسحرا (مشکوٰۃ) اور بعض محیر العقول کرتب ایسے بھی دکھا سکتے ہیں کہ ان پر خدا ہونے کا گمان ہونے لگتا ہے ــــ لیکن فکر اور عمل میں ایسی معصومانہ ہم آہنگی کہ وہ "حق و صداقت" کی آبرو بھی بن جائے، چکر باز مداریوں کی توفیق میں نہیں ہوتی۔ اس لیے ان مداریوں کے شاطرانہ ہتھکنڈوں پر جان چھڑکنے کے بجائے عقابی نگاہوں سے ان کا تجزیہ کیا جائے۔ مگر افسوس! زود اعتقاد لوگ اور مرعوب ذہنیت کے سطحی افراد ان کے سامنے مات کھا جاتے ہیں، چنانچہ پھر وہی ہوتا ہے جو ابلیس اور ذریت ابلیس کے مقاصد کا تقاضا ہوتا ہے۔

**چکر بازوں کے گمراہ کن صغرے کبرے** ۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتّٰى يَقُولُوا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ (رواہ البخاری عن انس)

"آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ سدا آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ کہنے لگیں گے کہ: ہر چیز کو (تو) اللہ نے پیدا کیا (بھلا یہ بھی بتاؤ کہ) اللہ کو کس نے پیدا کیا۔"

یہ باتیں دراصل ان آوارہ ذہنوں کی مکروہ اٹھکیلیاں ہیں، جن کی ڈوریں شیاطین کے ہاتھ میں رہتی ہیں، وہ ان کو اس راہ پر ڈال کر "حریم کبریا" کے آداب اور تقاضوں سے بے نیاز کر دیتے ہیں تاکہ لوگوں کے دلوں سے حق تعالیٰ کی تقدیس کا رنگ پھیکا پڑ جائے اور عبد اور معبود کے درمیان احترام اور تکریم کا جو رشتہ قائم ہے وہ ٹوٹ جائے ــ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ حالانکہ یہ تجزیہ تو بڑی بات ہے، اس طرف ذہنی خلش کا التفات بھی سنگین قسم کی معصیت ہے۔

صفروں کبروں کے یہ تانے بانے بہت دور لے جاتے ہیں۔ دراصل یہ شیطانی چکر ہیں، جن میں پڑ کر انسان خدا کو جنس بازارہ بنا ڈالتا ہے۔ اس لیے پھر اس کے لیے اس کی عبدیت میں کوئی لطف اور داعیہ باقی نہیں رہتا۔ اور یہی شیطان کا بہت بڑا مدعا ہے کہ انسان اپنے خدا کے سلسلے میں کچھ زیادہ خوش فہم نہ رہے۔ ورنہ وہ خدا کی غلامی میں یوں پختہ ہو رہے گا کہ اس کو دیکھ کر شیطان خون کے آنسو روئے گا۔

یہ بالکل بجا مگر چونکہ چنانچہ۔ فَقَبَّلَا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالَا نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ فَمَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَتَّبِعُونِي؟ قَالَا إِنَّ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَعَا رَبَّهُ أَنْ لَا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ وَإِنَّا نَخَافُ إِنْ تَبِعْنَاكَ أَنْ تَقْتُلَنَا الْيَهُودُ (رواه الترمذی عن صفوان)

اس کے بعد ان دونوں (یہودیوں) نے آپؐ کے دستِ مبارک اور پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا کہ: ہم گواہی دیتے ہیں کہ واقعی آپ نبی ہیں، حضورؐ نے (اس پر) فرمایا، تو پھر تمہیں میری پیروی سے کیا شے مانع ہے؟ وہ بولے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ: (الٰہی) نبوت سدا ان کی اولاد میں ہی رہے، (اس لیے) ہمیں ڈر لگتا ہے کہ: آپ کے پیچھے چل پڑے تو یہودی ہمیں قتل کر ڈالیں گے۔

اعترافِ حق کے باوجود اس سے گریز اور فرار کرنے کے لیے دنیا کو جس شے نے جھوٹے اور فرضی سہارے مہیا کیے ہیں وہ یہی "اگرچہ مگر چہ اور چونکہ چنانچہ" ہیں۔ اگر بے عملوں کے دفترِ عمل سے ان لغات کو نکال دیا جائے تو ان کے لیے جائے فرار ممکن نہ رہے۔ شیطان کے ہتھکنڈوں میں سے یہ ایک بہت بڑا ہتھکنڈہ ہے جس سے اس نے اپنی ساری معنوی ذریت کو مسلح کر رکھا ہے — دنیا نے ہمیشہ انہی الفاظ کے سہارے حق سے پیچھا چھڑایا ہے — اس چکر سے پہلے دنیا نے رہائی پائی ہے نہ آئندہ اس کی کوئی سبیل نظر آتی ہے۔ الا ان یشاء اللہ۔

ابھی بڑا وقت پڑا ہے۔ اَلتَّسْوِيفُ شِعَارُ الشَّيْطَانِ يُلْقِيهِ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ (رواه الدیلمی بسند ضعیف، جامع صغیر)

"ٹال اور آج کل کرنا شیطان کا دستور ہے جسے وہ مسلمانوں کے دلوں میں اتارتا رہتا ہے۔"

یہ شیطان کا ایک چکر ہے، جس کی وجہ سے ایک نیک نیت انسان بھی وقت پر فریضہ انجام دینے سے محروم ہو جاتا ہے، اور جو بدنیت لوگ ہوتے ہیں، وہ تو اس کو دفع الوقتی کے طور پر اور محض ٹالنے کے لیے استعمال کرتے ہیں، جب بات ایک دفعہ ٹل جاتی ہے پھر اسے مزید

معرض التوا میں ڈالنا آسان ہو جاتا ہے۔ علامہ بلخی "عین العلم" میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ:
دوزخیوں کی چیخ و پکار کا باعث انسان کی یہی "تسویف" (آج کل) کی مگو بنے گی۔

اَکْثَرُ صِیَاحِ اَهْلِ النَّارِ مِنَ التَّسْوِیْفِ (عین العلم قال العراقی لم اجده)

**اللہ کی تقدیر۔** تقدیر دو قسم کی ہے، ایک کا تعلق خلق اور امر و ارادہ، انتظام اور طریق کار سے ہے مثلاً فلاں کو وہاں پیدا ہونا چاہیے، اور فلاں کو اس پار مرنا چاہیے، فلاں وقت سیلاب آنا چاہیے اور فلاں دنوں میں بارش ہونی چاہیے اس کی عمر اتنی ہونی چاہیے اور فلاں تاریخ کو پیدا اور مرنا چاہیے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تقدیر اٹل ہوتی ہے اور حکماً نافذ ہوتی ہے۔ اس میں رد و بدل ممکن نہیں رہتا الا یہ کہ خود خدا نے اس کے لیے کوئی گنجائش رکھ چھوڑی ہو لیکن اس کا پتہ چلانا ہمارے لیے ممکن نہیں ہوتا۔

دوسری تقدیر کا تعلق انسان کے نیک و بد ہونے اور ان کے اعمال کے نتائج سے ہے۔ یہ تقدیر "حکم خدا" نہیں ہوتا، علمِ خدا کا ایک پہلو کہلاتا ہے۔ انسان کا ویسا ہونا ضروری اور لازمی ہوتا ہے مگر یہ امور خدا کی طرف سے خلقِ خدا پر مسلط نہیں کیے جاتے بلکہ علمِ الٰہی کے بے خطا کیمرہ کی تصویر کہلاتے ہیں، جیسا کہ انسان کے سراپا اور کیمرہ کے درمیان نسبت ہوتی ہے۔ اس میں کیمرہ نے اس کے "سراپا" کی تصویر پیش کی ہے، تصویر گھڑ کر اس کے گلے نہیں مڑھی۔ پہلی صورت میں انسان خدا کے ہاں جوابدہ نہیں ہے کیونکہ وہ بحکمِ خدا ہوتا ہے لیکن دوسری صورت میں جوابدہ ہوتا ہے کیونکہ انسان کا یہ معنوی سراپا حکمِ خدا کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ اس کے فکر و عمل کا قدرتی عکس ہوتا ہے۔ اس کی حیثیت وہی ہے جو ٹی وی پر ایک انسان کی ہوتی ہے۔ لیکن بعض بدنیت لوگ "تقدیر" کے نام پر اپنے اعمال کے قدرتی نتائج کی ذمہ داری لینے کے لیے تیار نہیں ہوتے، اس لیے اپنی بدعملی پر پردہ ڈالنے کے لیے "تقدیر" کی آڑ لے کر بری الذمہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ کوئی نیک نیت بھی ہو تو بھی اسے کیا معلوم کہ وہاں کیا ٹیپ ہے؟ اس لیے اس میں وقت ضائع کرنا بہت بڑے حرماں کی بات ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی ان چکروں میں اپنا وقت ضائع نہ کرے: کیونکہ یہ شیطانی چکر ہیں جن کی وجہ سے انسان اپنی بے عملی یا بدعملی کے سنگین نتائج سے غافل ہو جاتا ہے۔

عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ اَنْ لَّا تَنَازَعُوْا فِیْهِ (رواہ الترمذی)

دارالافتاء

عزیز زبیدی۔ واربرٹن

# قرآن حکیم کی تعلیم اور معاوضہ

گوجرانوالہ سے مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث کی طالبات لکھتی ہیں کہ:

۱۔ قرآن پاک کی تعلیم کا معاوضہ لینے کا کچھ جواز ہے؟ حضرت عبادہ بن صامت کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، یہ جائز نہیں ہے۔ مشکوٰۃ پر غزنویہ حاشیہ میں ہے: پس قبول کر اس کو تعلیم قرآن پر اجرت، نہ جائز ہونے کی دلیل ایک عبادہ بن صامت کی یہ حدیث ہے اور دو تین حدیثیں صاحب روضہ نے بیان کی ہیں۔ پھر کہا اس باب میں کئی اور حدیثیں ہیں (روضہ)

۲۔ طالب علم اگر عقیدت اور محبت سے اپنے استاد (معلم قرآن) کی خدمت میں کوئی چیز پیش کرے تو کیا جائز ہے؟

۳۔ قرآن پاک ختم کرنے پر کوئی شاگرد اگر استاد کو کوئی تحفہ (مثلاً کپڑے وغیرہ) دے تو اسے لینا جائز ہے یا نہیں؟

## الجواب

**قرآن حکیم کی تعلیم اور معاوضہ۔** اس مسئلے کا تعلق دراصل ایک بنیادی تصور سے ہے جو عبادات اور دینی اقدار کی اجرت کے تصور پر مبنی ہے۔ اگر یہ بات سمجھ میں آجائے تو خلجان کے لیے کوئی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔

**دینی اقدار کا کاروبار۔** جو شے "دین" ہے اس کا کاروبار جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا فریضہ اور طاعت ہے جو سب کا ذمہ ہے کسی دوسرے کے ادا کرنے سے ادا نہیں ہوتا۔

قال العینی، والاصل الذی بنی علیہ حرمۃ الاستئجار علی ھذہ الاشیاء ان کل طاعۃ یختص بہا المسلم لا یجوز الاستئجار علیہا لان ھذہ الاشیاء طاعۃ وقربۃ تقع عن العامل فلا یجوز اخذ الاجرۃ من غیرہ کالصوم والصلوٰۃ (عمدۃ القاری)

اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ (۱) حُبِ جاہ اور مال کی خاطر کوئی شخص اس کو قبول کرے۔

وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا (پ-بقرہ ع) (۲) دوسرا یہ کہ جب کوئی شخص کوئی آیت پوچھے یا کسی کو خود کوئی آیت سنائے تو کہے پیسے دو، یا وہ اس کی خواہش کرے کہ کوئی شخص اس سے قرآن سن کر اس کی کچھ خدمت کرے۔ قرآن حکیم کی اس آیت میں یہ لوگ بھی شامل ہیں: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَالَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (بقرہ-۲۵ع) ۔ جن روایات کا آپ نے ذکر کیا ہے جو اس کی منع کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں۔ تقریباً تقریباً ان سب کا تعلق اسی شق سے ہے۔ مثلاً یہ روایات ہیں۔

۱۔ قرآن پڑھو، اس میں غلو نہ کرو، نہ اس سے دور رہو، نہ اس کے عوض کھاؤ اور نہ اس کو طلب زر کے لیے استعمال کرو۔

عن ابن شبل عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اقرؤا القراٰن ولا تغلوا فیہ ولا تجفوا فیہ ولا تاکلوا بہ ولا تستکثروا بہ (رواہ احمد)

۲۔ قرآن پڑھو، اور اس کے ذریعے اللہ سے مانگو، تمہارے بعد ۔ ایسی قومیں آئیں گی جو قرآن پڑھیں گی اور اسے لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ بنائیں گی۔

عن عمران بن حصین انہ مر علی قاری یقرء ثم یسأل فاسترجع ثم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من قرا القراٰن فلیسأل اللہ بہ فانہ لیجیٔ اقوام یقرؤن القراٰن یسألون بہ الناس رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن وفی روایۃ: اقرءوا القراٰن واسألوا اللہ بہ فان من بعدکم قوما یقرؤن القراٰن یسألون بہ الناس رواہ احمد۔

۳۔ حضور ہمارے پاس آئے، ہم قرآن پڑھ رہے تھے، ہم میں عربی بھی تھے اور عجمی بھی، فرمایا: پڑھو پڑھو! سب ٹھیک ہے، عنقریب کچھ قومیں نمودار ہوں گی جو اسے یوں سیدھا کرنے کی کوشش کریں گی جیسے تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے، وہ قرآن کے عوض نقد چاہیں گی، آخرت پر نہیں چھوڑیں گی۔

عن جابر قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونحن نقرأ القراٰن وفینا الاعرابی والعجمی یتعجلونہ ولا یتأجلونہ رواہ ابو داؤد وفی روایۃ سھل بن سعد یتعجل اجرہ ولا یتأجلہ رواہ ابو داؤد۔

۴۔ حضرت عبادہؓ اور حضرت ابیؓ بن کعب فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو قرآن پڑھایا تو اس نے مجھے ایک کمان کا تحفہ بھیجا۔ میں نے حضورؐ سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا، اگر آپ نے یہ لے لی تو آپ نے آگ کی کمان لی، چنانچہ میں نے وہ واپس کر دی۔

علمت رجلاً القرآن فاهدى لى قوساً فذكرت ذلك للنبى صلى الله تعالى عليه وسلم فقال ان اخذ تها اخذت قوساً من نار فرددتها رواه ابن ماجه وهذا منقطع۔

حضرت عبادہؓ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں :

علمت ناسا من اهل الصفة الكتاب والقرآن فاهدى الى رجل منهم قوساً فقلته: ليست بمال وارمى عليها فى سبيل الله عزوجل الحديث، رواه ابو داؤد وابن ماجه وفيه المغيرة بن زياد الموصلى قال احمد : كل حديث رفعه فهو منكر (النيل)

۵۔ جس شخص نے قرآن کو پیٹ کے دھندے کے لیے ذریعہ بنایا، قیامت میں اس کے منہ پر گوشت نہیں ہوگا۔

عن بريدةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من قرأ القرآن يتاكل به الناس جاء يوم القيمة ووجهه عظم ليس عليه لحم رواه البيهقى فى شعب الايمان وقال الشارح : لا يعلم حال اسناده ولم شاهد (التنقيح) ورمز عليها السيوطى (ح) اى حديث حسن (الجامع الصغير)

اس موضوع سے متعلق کچھ آثار بھی مروی ہیں۔

۱۔ بچوں کو قرآن حکیم کی تعلیم دینے پر اجرت لینے کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پسند نہیں کرتے تھے۔ اور یہی حال اور صحابہؓ کا تھا۔

يشددون فى بيع المصاحف ويكرهون الارش على الغلمان فى التعليم رواه عبد الرزاق و

قال ابراهيم يكرهون ان ياخذوا الاجر على تعليم الغلمان رواه عبد الرزاق۔

عن القاسم بن عبد الرحمن ان عمر بن الخطاب كرهه رواه عبد الرزاق وقال عبد الله بن شقيق العقيلى كان اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم ——

۲۔ يشددون فى بيع المصاحف ويكرهون الارش على الغلمان فى التعليم رواه عبد الرزاق)

۳۔ حضرت ابراہیم نخعی نے کہا ہے کہ صحابہؓ اس کو برا مانتے تھے۔

قال كانوا يكرهون ان ياخذوا الاجر على تعليم الغلمان رواه عبد الرزاق۔

۴۔ حضرت قتادہؒ اسے بدعت کہتے تھے۔

احدث الناس ثلثة اشياء ...... (تعليم القرآن) (ايضا)

حضرت حمزہ زیات نے ایک گھر سے صرف اس لیے پانی نہ پیا کہ شاید اس کے کسی بچے نے ان سے قرآن پڑھا ہو اور یہ اس کا معاوضہ اور بدلہ بن جائے۔

قال الزيلعي: واسند(اي البيهقي) عن حمزة الزيات انه مر على باب قوم بالبصرة فاستسقى منهم فلما اخرج اليه الكوز ورده فقيل له فى ذلك فقال: اخشى ان يكون بعض صبيان هذه الدار قرأ على فيكون ثوابي منه (نصب الراية)

دراصل زیات کی یہ بات تقوے کی ہے، فتوے کی نہیں ہے۔

پڑھانے کی بات، تو دور کی بات ہے۔ وہ قرآن حکیم کے نسخے کو فروخت کرنے کو بھی جائز نہیں سمجھتے تھے۔

عن سعيد بن جبير قال سمعت ابن عمر وددت انى قد رايت فى الذين يبتاعون المصاحف ايدى تقطع (ايضا)

قال سعيد بن جبير: لوددت فى الذين رايت يبيعون المصاحف ايديا .... تقطع (ايضا)

قال عبد الله بن شقيق العقيلي: كان اصحاب محمد صلى الله تعالى عليه وسلم يشددون فى بيع المصاحف رواه عبد الرزاق۔

مصاحف کا یہ بیچنا دراصل "قرآن فروشی" کی ایک مکروہ تلمیح بن جاتی ہے۔ اس لیے ان بزرگوں نے اسے اوپرا تصور کیا۔

حضرت حسن بصری اور امام شعبی فرمایا کرتے تھے کہ: یہ تو کاغذ اور محنت خریدی ہے، یعنی قرآن فروشی نہیں ہے۔

قال الشعبي: انما يشترى ورقه وعمله قاله خالد عن الحسن رواه عبد الرزاق۔

حضرت جابر بن زید نے اسے پاک کمائی اور عمدہ محنت قرار دیا ہے یعنی ہم خرما و ہم ثواب۔

قال مالك بن دينار: دخل على جابر بن زيد وانا اكتب مصحفا فقال نعم العمل عملك هذا الكسب الطيب تنقل كتاب الله من ورقة الى ورقة قال مالك وسألت عن الحسن والشعبي فلم يريا به بأسا رواه عبد الرزاق۔

ایک نصرانی نے مصحف لکھ کر حضرت ابن ابی لیلیٰ کے ہاں فروخت کیا۔

ان عبد الرحمن بن ابى ليلى كتب له نصرانى من اهل الحيرة مصحفا بسبعين درهما رواه عبد الرزاق۔

بہر حال یہ وقت اور محنت کا مول ہے، قرآن فروشی نہیں ہے، پڑھنا پڑھانا ہو یا کتابت کر کے اسے بیچنا ہو یکساں بات ہے۔ قرآن فروشی نہیں ہے کیونکہ اس پڑھنے پڑھانے کا عوض لینے سے غرض متعلقہ "ثواب" کا سودا نہیں ہے نہ اس سے غرض قرأۃ اور مصاحف سے فرار ہے بلکہ اس کی مزید نشر و اشاعت کے یہ ایک گونہ سامان ہیں۔

پڑھنے پڑھانے یا کتابتِ مصحف کا شعبہ ، پہلے سرکاری ہوتا تھا ، جن لوگوں کو اس کے لیے فارغ کر دیا جاتا ، اس معلم یا کاتب کے مصارف بیت المال کے ذمہ ہوتے تھے ، چونکہ بعد میں یہ صورت ممکن نہیں رہی تھی ، اس لیے جو لوگ اس کام کے لیے وقت دیتے اور محنت کرتے ہیں ، وہ دراصل ہم خرما ہم ثواب کی بات پر عمل کرتے ہیں ۔ اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

ان احق ما اخذ تم علیہ اجراکتاب اللہ (رواہ البخاری)

یعنی وہ کام جس کی اجرت سب سے زیادہ مناسب ہو سکتی ہے وہ کتاب اللہ ہے ۔

بلکہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ، اسے باہم تقسیم کر لو ، اپنے ساتھ اس میں میرا حصہ بھی رکھ لو ۔

اصبتم اقتسموا واضربوا لی معکم سھما (رواہ مسلم)

ایک جگہ ایک کا ذکر کو بچھو لڑ گیا ، اور دوسرے ایک مقام پر ایک کا دماغ چل گیا ۔ صحابہ سے دم کرنے کو انھوں نے کہا تو انھوں نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو آرام آگیا ۔ اس کا معاوضہ ملا تو انھوں نے حضور سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کما ۔۔۔ وجہ یہ بیان فرمائی ۔ لقد اکلت برقیۃ حق (رواہ احمد وابوداؤد) آپ نے برحق منتر کے عوض کھایا ہے ۔

رقیۃ دوا نہیں ، دعا ہے ، قرآنی آیات پر مشتمل ہو تو وہ دعا بھی ہے اور قرآن بھی ۔ اگر ایسے کلماتِ حقہ اور آیاتِ قرآنیہ کے ذریعے کوئی خدمت انجام دی جائے تو وہ معاوضہ خدمت کا ہوتا ہے قرآن کی آیات کا نہیں ہوتا ۔ ہاں اگر واقعی کوئی بدنصیب شخص قرآن یا اس کی کچھ آیات ہی بیچنے کی نیت سے ایسا کرتا ہے اور اس کے نزدیک قرآن اور آیات کی بس اتنی قیمت ہے تو پھر یقیناً حرام اور ناجائز ہے ۔

یہی کیفیت پیش امام ، خطیب اور مؤذن کی ہے کہ روایات ان کی اجرت اور معاوضہ کا ساتھ نہیں دیتیں ، کیونکہ یہ کاروبار نہیں عبادات ہیں ۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ولا یاخذ مؤذنک علی الاذان اجرا رواہ ابن سعد مرسلا وروی البخاری فی تاریخہ عن مغیرۃ بن شعبۃ قال قلت یارسول اللہ اجعلنی امام قومی قال : قد فعلت ثم قال صل بصلوۃ اضعف القوم ولا تتخذ مؤذنا یاخذ علی الاذان اجرا وعن یحیی البکار قال سمعت رجلا قال لابن عمر انی احبک فی اللہ فقال لہ ابن عمر : وانا ابغضک فی اللہ قال سبحان اللہ انا احبک فی اللہ وانت تبغضنی فی اللہ ؟ قال نعم فانک تاخذ علی اذانک اجرا وقال ابن عدی : ویحیی البکار لیس بذلک المعروف (نصب الرایہ)

جہاں تک گزراوقات کی بات ہے اس کی ذمہ دار اسلامی حکومت ہوتی ہے۔ لیکن جب یہ سلسلہ منقطع ہوگیا اور زندگی کے جھنجھٹ بڑھ گئے تو پرائیویٹ سطح پر ان کی کفالت کے لیے جتن کیے گئے، ورنہ یہ عظیم سلسلہ ختم ہوکر دین کی نشر واشاعت کا سلسلہ بند ہوجاتا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مؤذن، امام، قراء اور علوم عربیہ کے معلمین کی تقرریاں کیں اور ان کے بیش بہا وظیفے مقرر کیے۔

ان عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان کانا یرزقان المؤذنین والائمة والمعلمین (سیرة العمرین لابن الجوزی) وفی روایة: کانا یرزقان المؤذنین والائمة (ایضا) وقال الزیلعی فی نصب الرایة: وروی عن عمر بن الخطاب انه کان یرزق المعلمین ثم اسند عن ابراهیم بن سعد عن ابیه ان عمر بن الخطاب کتب الی بعض عماله ان اعط الناس علی تعلیم القرآن (نصب الرایة)

قراء صحابہ کو قرآن کی تعلیم کے لیے حضرت عمرؓ نے دور دراز مقامات پر تعینات کیا، وہ جاکر ان کو قرآن پڑھاتے اور تفقہ فی الدین کے لیے تیاری کراتے۔ ان میں سے حضرت معاذؓ بن جبل، عبادہ بن الصامت، ابیؓ بن کعب، ابوایوبؓ، ابوالدرداءؓ کا نام بالخصوص تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے امام ابن الجوزی نے تصریح کی ہے کہ باقاعدہ ان کی تنخواہیں مقرر کی گئی تھیں۔ (الفاروق ص ۱۳۰/۲)

قضاۃ (ججوں) کے بارے میں بھی یہی سوال پیدا ہوا کہ کیا ان کو اس کا معاوضہ لینا چاہیے؟ یا نہیں؟ چونکہ دنیا کو کتاب وسنت کی رہنمائی مہیا کرنا ایک دینی فریضہ ہے، اس لیے یہ فتویٰ دیا گیا کہ ان کو بھی معاوضہ نہیں لینا چاہیے! چنانچہ حضرت عمرؓ اس کو پسند نہیں کرتے تھے۔

عن القاسم بن عبد الرحمٰن ان عمر کره ان یؤخذ علی القضاء رزق الحدیث رواه عبد الرزاق۔

حضرت مسروق بھی قضا کا معاوضہ نہیں لیتے تھے۔

انه کان لا یاخذ علی القضاء رزقا الحدیث (رواه عبد الرزاق)

حضرت قاسم بن عبد الرحمٰن کا بھی یہی مسلک تھا۔

قال القاسم: اربع لا یؤخذ علیهن رزق: القضاء والاذان والمقاسم قال عبد الرحمٰن ابن عبد الله واراه ذکر القرآن رواه عبد الرزاق۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے قاضیوں کے لیے خود تنخواہیں بھی مقرر کی تھیں۔

عن الحکم ان عمر بن الخطاب رزق شریحا وسلمان بن ربیعة الباهلی علی القضاء

رواہ عبد الرزاق وروی ابن سعد فی الطبقات : عن نافع قال استعمل عمر بن الخطاب زید ابن ثابت علی القضاء و فرض لہ رزقاً (نصب الرایۃ) وقال : ابن ابی لیلیٰ : بلغنی ان علیا رزق شریحاً خمس مائۃ رواہ ابن سعد فی الطبقات ۔ نصب الرایۃ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن علماء کو عدلیہ کے لیے فارغ کر دیا جائے اس کے لیے تنخواہ مقرر کرنا چاہیے ورنہ یہ کام نہیں چلے گا۔

جج کا معاملہ تو الگ رہا جو صدر مملکت، اور وزیر اعظم ہوتا ہے، ان کیلیے بھی وظیفہ کی بات کھٹکتی رہی ہے ، شروع میں حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہونے کے باوجود کاروبار کر کے اپنا اور بال بچوں کا پیٹ پالتے تھے، پھر حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ نے ان کے لیے وظیفہ مقرر کیا لیکن اس کے باوجود بوقت وفات انہوں نے یہ سب کچھ بیت المال میں جمع کرا دیا ۔ یہ بھی دراصل بات تقوے کی ہے ، فتوے کی نہیں۔

فلما حضرتہ الوفاۃ قال لھم ردوا ماعندنا الی مال المسلمین (نصب الرایہ عن الواقدی)

لیکن اس کے باوجود صحابہؓ نے ان کی تنخواہیں مقرر کیں اور انہوں نے لیں ؛

قالت عائشۃ : یاکل الوصی بقدر عمالتہ واکل ابوبکر وعمر (نصب الرایہ عن البخاری)

یہ سب ، اور اس امر کے غماز ہیں کہ : دین سمجھ کے اس سلسلے کی خدمات انجام دے اور محض اللہ کی رضا کے لیے مگر ان کا کاروبار نہ کرے ہاں سلسلۂ خدمات کو جاری رکھنے کے لیے مناسب وظیفہ کی ضرورت ہو تو لے بھی سکتا ہے ۔ یہ رخصت ہے ، مقام عزیمت نہیں ہے ۔ اس کے باوجود اس عہدہ اور منصب کو "تکثیر دولت" کا بہرحال ذریعہ نہ بنائے ۔ ہاں یہ رخصت کی بات ہے ورنہ مقام عزیمت یہ ہے کہ اگر معلم قرآن مستطیع اور صاحب مقدور ہے تو اس کی تعلیم پہ کچھ بھی قبول نہ کرے ۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یزید بن ابی مالک اور حارث ابن ابی محمد کو دیہاتوں میں حدیث و سنت کی تعلیم کے لیے مقرر کیا اور ان کی تنخواہیں بھی مقرر کر دیں ۔ حضرت یزید نے تو تنخواہ قبول کی مگر حارث نے لینے سے معذرت کر دی کہ اللہ نے جو علم مجھے دیا ہے ، اس کا معاوضہ میں نہیں لوں گا جب عمر بن عبدالعزیز کو اس کا پتہ چلا تو فرمایا : یزید نے جو کیا ، اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔ ہاں خدا کرے حارث جیسے ہم میں اور زیادہ پیدا ہوں :۔

بعث عمر بن عبد العزیز یزید بن ابی مالک والحارث بن ابی محمد الی البادیۃ ان یعلما الناس السنۃ واجری علیھما الرزق فقبل یزید ولم یقبل الحارث وقال ماکنت لاخذ علی علم علمنیہ اللہ اجراً فذکر ذلک لعمر بن عبد العزیز فقال ما نعلم بما صنع یزید

بأسا واكثروالله نبيا مثل الحارث كذا في سيرة عمر بن عبدالعزيز لابن عبد الحكم (حاشية تذكرة السامع والمتكلم)

منصور بن المعتمر اس شخص سے کوئی خدمت بھی نہیں لیتے تھے جو کسی ضرورت اور لالچ کے ماتحت اس کے پاس آتا جاتا۔

كان منصور لا يستعين باحد يختلف اليه في حاجة كذا في التهذيب لابن حجر۔

حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں، فہم قرآن کے لیے جو ملکہ عطا ہوا تھا وہ ابو جعفر (منصور عباسی) سے ایک تھیلی قبول کرنے پر چھین گیا۔ پھر میں نے اللہ سے بخشش کی دعا کی۔

كنت قد اوتيت فهم القرآن فلما قبلت الصرة من ابي جعفر سلبته نسأل الله تعالى المسامحة (تذكرة السامع)

یہ سب باتیں، تقویٰ، احتیاط اور خشیت الٰہی کی ہیں، ورنہ یہ ایک ضرورت ہے، اگر درمیان سے اسے اٹھا دیا جائے تو قرار، مؤذن، ائمہ اور معلمین کسی عظیم ابتلاء اور آزمائش میں پڑ جائیں، بھوکوں مریں یا کتاب و سنت اور دوسرے دینی فرائض کی ترویج اور نشر و اشاعت کا سرے سے سلسلہ ہی رک جائے — ہمارے نزدیک خدمت کا معاوضہ قبول کرنے سے کہیں زیادہ یہ سنگین صورت ہے، اس لیے اس تلخی کو قبول کرنا ہی اب دین ہے، الضرورات تبیح المحظورات۔

**طلباء کا اساتذہ کے لیے ہدیہ۔** ہمارے نزدیک یہ جائز ہے، صحابہ کرام سب حضورؐ کے شاگرد تھے مگر باقاعدہ ان کی طرف سے آپ کو تحفے بھی دیے جاتے تھے۔ بخاری و مسلم میں ہے۔

قالت عائشة: ان الناس كانوا يتحرون بهداياهم يوم عائشة يبتغون بذلك مرضاة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم۔

ہاں اگر اساتذہ اس سے بھی پرہیز کریں تو بہتر رہے گا جیسا کہ حضرت حمزۃ الزیات کے سلسلے میں آپ نے پڑھا ہے۔ لینا مقام رخصت ہے، نہ لینا مقام عزیمت — مقام عزیمت کے نتائج نہایت مہتم بالشان برآمد ہوتے ہیں، طالب علم کے لیے بھی اور معلم کے لیے بھی، دنیوی لحاظ سے بھی اور اخروی اعتبار سے بھی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

**قرآن حکیم کے اختتام پر شاگرد کا تحفہ۔** بہتر ہے اس سے پرہیز کیا جائے، بالخصوص دورِ حاضر میں، تاہم عقیدت، محبت اور ختم قرآن کی خوشی میں اگر کوئی صاحب ایسا کرتے ہیں تو اس کے لیے اس میں گنجائش ہے، کیونکہ اب بات معاوضہ کی نہیں رہتی، امتنان و تشکر، مسرت، محبت

عقیدت اور رابطے کی ہوتی ہے۔ اگر اس کے بجائے ختم قرآن کے موقعہ پر شکرانہ کے طور پر خیرات کرے، قربانی دے یا کھانا وغیرہ کھلائے تو یہ اور بہتر رہے گا۔ امام ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قرآن حکیم ختم فرماتے تو ایک اونٹ ذبح کر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا کرتے (سیرۃ عمر للابن الجوزی)

بعض فقہاء نے تصریح کی ہے کہ: موجودہ حالات میں اساتذہ کے حضور ہدیے پیش کرنا چاہئیں۔

ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن والفقه والاذان ویجبر المستاجر علی دفع ما قبل فیجب المسمی بعقد واجر المثل اذا لم یذکر مدة ویحبس به وبه یفتی ویجبر علی دفع الحلاوة المرسومة، هی ما یهدی للمعلم علی رؤس بعض سور القرآن (درمختار)

وفی الخلاصة: لو امتنع اب الصبی من اداء الوظیفة یجبر علی المراسم چون حلو وبنج شبنتی وعیدی وفی فتاوی العالمگیریة: وقد استحسنوا جبر والد الصبی علی العبرة المرسومة۔

دراصل یہ باتیں، رشوت کے زمرے میں نہیں آتیں یہ عقیدت اور استاد سے ایک گونہ محبت اور رابطے کے دائرے کی باتیں ہیں اس سے غرض اساتذہ اور قرآن کا استحصال نہیں ہوتا بلکہ محبت، عقیدت کا اظہار اور خدمت کا جذبہ ہوتا ہے، جو بجائے خود مبارک بات ہے۔ واللہ اعلم۔

مولانا عصمت اللہ تلعوی

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ خطاب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا اپنی محفلوں میں اپنے اعزہ و اقربا، دوستوں اور جاں نثاروں کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ مملکتِ اسلامیہ کے سربراہ کی حیثیت سے لاتعداد غیر ملکی وفود کو اذنِ باریابی بخشا جس میں تبلیغی اور دیگر امور زیر بحث آئے۔ ان گنت افراد پر مشتمل مجمعوں کو خطاب فرمایا۔ جس نے ایک دفعہ گفتگو سن لی ہمیشہ کے لیے آپ کا گرویدہ ہو گیا۔ جو ایک بار کسی وفد میں شامل ہو کر خدمت اقدس میں باریاب ہوا دوبارہ آنے کی حسرت دل میں لے کر لوٹا اور مدتوں اس آرزو کی تکمیل کے لیے تڑپا کیا۔ جس نے ایک دفعہ آپؐ کی تقریر سنی اپنا نقد دل ہار گیا۔ کیوں نہ ہوتا؟ آپؐ بات کرتے تو گویا منہ سے پھول جھڑتے۔ خطبہ ارشاد فرماتے تو عقل و دانش اور حکمت کے موتی بکھیرتے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں تقریر کا ایسا ملکہ اور گفتگو کا ایسا سلیقہ عطا فرمایا تھا کہ جس نے ایک مرتبہ بھی آپؐ کا کلام سن لیا دل تھام لیا۔

ایک مرتبہ ایک قبیلہ آپؐ کی ملاقات کے لیے آیا۔ گفتگو ہوئی تو قبیلہ کے افراد بے اختیار پکار اٹھے۔ اے اللہ کے رسولؐ جس سرزمین پر آپ پیدا ہوئے ہم نے بھی وہیں جنم لیا۔ جن گلی کوچوں میں آپ نے پرورش پائی وہیں ہم بھی پروان چڑھے۔ جو آپ کی زبان ہے وہی زبان ہماری بھی ہے لیکن ہماری بات میں وہ بات نہیں جو آپ کی بات میں ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ آپؐ نے جواب میں فرمایا: ان اللہ عزوجل ادبنی فاحسن ادبی (میری تربیت خالق کائنات نے خود کی ہے اور مجھے بولنے کا انداز اس نے آپ سکھایا ہے)

آپؐ تقریر فرماتے تو سنگدل سے سنگدل انسان بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ کون نہیں جانتا کہ ضماد ازدی کس عزم و ارادہ سے آیا تھا کہ کشتۂ خنجر تسلیم ہو کر لوٹا۔ مکہ آیا اور دوڑا دوڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا: اے محمدؐ! سنا ہے تم مجنون ہو گئے ہو۔ بتاؤ تمھیں کیا تکلیف ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ مسنونہ پڑھا۔ عبدہ و رسولہ تک پہنچے تو دوبارہ اور

سہ بارہ پڑھنے کی درخواست کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سنایا۔ اس کا دہے کا سا عزم، پانی اور پتھر کا سا دل موم ہوگیا۔ ہجرت حبشہ کے بعد حبشہ سے بیس افراد پر مشتمل عیسائیوں کا ایک وفد مکہ معظمہ آیا۔ کعبہ کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ وفد کے لوگوں نے آپ سے کچھ سوالات کیے جن کا آپ نے مناسب جواب دیا۔ پھر آپ نے ان کو اسلام کی طرف دعوت دی۔ مجلس برخاست ہوئی تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور وہ عیسائیت سے توبہ کر کے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

ممکن ہے کہ کسی کے دل میں یہ خیال آئے کہ ہو سکتا ہے یہ اتفاقات ہوں کیونکہ کبھی بات دلنشیں ہو ہی جاتی ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ بات یہ نہیں تھی بلکہ آپ کا ہر وعظ ہی نہایت مؤثر ہوتا تھا۔ اب ذرا صحابہ کرام کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں۔

عن العرباض بن ساریةؓ قال صلّٰی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ثم اقبل علینا بوجھہ فوعظنا موعظة بلیغة ذرفت منھا العیون و وجلت منھا القلوب۔

"عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں ایک بلیغ وعظ فرمایا کہ ہماری آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے اور ہمارے دل (خوفِ خدا سے) کانپ گئے۔"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر وعظ نہایت ہی مؤثر ہوتا تھا کہ سامعین کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ آپ کی تقریر خشک نہ ہوتی بلکہ اپنے اندر کشش اور دلچسپی کا پورا سامان رکھتی۔ جو آپ کی تقریر سنتا مزید سننے کی اسے تمنا ہی رہتی۔ سامعین پر بے خودی اور وارفتگی کا عالم طاری ہوتا کہ بے اختیار پکار اٹھتے۔

یا رسول اللہ کانّ ھذہ موعظة مودع فاوصنا۔

"اے اللہ کے رسول! آپ جس انداز سے وعظ فرماتے ہیں ہمیں گمان گزرتا ہے کہ شاید یہ آپ کا آخری وعظ ہے لہٰذا ہمیں اور وعظ سنائیے۔"

اور پھر حضور علیہ السلام بھی سامعین کی دلچسپی اور شوق کے پیش نظر مزید پند و نصائح فرما دیتے۔ یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ سامعین حکایات و تمثیلات کے ساتھ زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور تمثیل سے بات بہت جلد ذہن نشین بھی ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ماضی کے

واقعات اور تمثیلات سے اپنی تقریر یا خطبات کو مزین فرماتے۔ ایک مرتبہ وعظ کے دوران حکایت بیان فرمائی اور فرمایا:

غفرلامراۃ مومسۃ مرۃ بکلب علی راس رکی یلہث کادیقتلہ العطش فنزعت خفہا فاوثقتہ بخمارھا فنزعت لہ من الماء فغفرلہا بذلک

"ایک بدکار عورت محض اس لیے بخش دی گئی تھی کہ اس نے ایک کتے کو جو کنوئیں کے کنارے کھڑا پیاس سے مرا جارہا تھا کنوئیں سے پانی کھینچ کر پلاکر اسے موت کے منہ سے بچالیا تھا۔"

دوسری بار وعظ فرمایا تو ایک اور واقعہ سنایا:

عذبت امراۃ فی ھرۃ امسکتہا حتی ماتت من الجوع فلم تکن تطعمہا ولا ترسلہا فتاکل من خشاش الارض۔

"ایک عورت کو محض اس لیے عذاب دیا گیا کہ وہ اپنی بلی کو نہ تو خود کچھ کھلاتی اور نہ اسے کھلا چھوڑتی کہ وہ اپنا رزق (زمین کے جانوروں سے) آپ تلاش کر لیتی اور اس طرح وہ بھوکی مرگئی۔"

آپ نے اپنی تقاریر میں سینکڑوں تمثیلیں، تشبیہیں بیان فرمائیں۔ آپ نے اپنی نبوت کی تمثیل ایک ایسے محل سے دی جس میں صرف ایک اینٹ کی جگہ رہ گئی ہو اور پھر آپ کی آمد سے وہ محل مکمل ہوگیا۔ ایک اور مرتبہ خطبہ ارشاد فرمایا تو توبہ واستغفار کے فضائل سامعین کے ذہن نشین کرانے کے لیے بہت عمدہ تمثیل بیان فرمائی۔

للہ اشد فرحا بتوبۃ عبدہ حین یتوب الیہ من احدکم کان راحلتہ بارض فلاۃ فانفلتت منہ وعلیہا طعامہ وشرابہ فایس منہا فاتی شجرۃ فاضطجع فی ظلہا قد ایس من راحلتہ فبینما ھو کذلک اذ ھو بہا قائمۃ عندہ فاخذ بخطامہا ثم قال من شدۃ الفرح اللہم انت عبدی وانا ربک اخطأ من شدۃ الفرح۔

"جب بندہ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہے تو اللہ کو اس قدر خوشی ہوتی ہے جتنی تم میں سے اس شخص کو جو دور دراز کے سفر کو نکلا ہو۔ اس کے پاس ایک ہی سواری ہو اس کا تمام مال اسباب اور اشیاء خورد و نوش بھی سواری پر موجود ہوں اور وہ

اچانک گم ہو جائے۔ وہ آدمی اس کی تلاش سے مایوس ہو جائے اور مایوسی کے عالم میں ایک درخت کے نیچے جا بیٹھے اور سواری اچانک اسے مل جائے اور وہ خوشی سے پاگل ہو جائے اور خوشی سے یہاں تک) کہہ دے کہ اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار"

آپؐ تقریر فرماتے یا کوئی خطبہ ارشاد فرماتے تو اس میں فصاحت و بلاغت بلا کی ہوتی۔ آپؐ کے خطبات سے "انا افصح العربؐ" کا رنگ جھلکتا۔ اپنی بات کو مؤثر بنانے کے لیے بہترین الفاظ کا انتخاب فرماتے۔ ان کی بندش اور ان کی ترتیب اس انداز سے فرماتے کہ کلام میں نہ صرف زور پیدا ہو جاتا بلکہ اس کے حسن کو بھی چار چاند لگ جاتے۔ اس امر کی تائید کے لیے صرف ایک مثال پر اکتفا کروں گا۔ آپؐ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:-

یا یھا الناس افشوا السلام و اطعموا الطعام و صلوا الارحام و صلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام۔

"اے لوگو! سلام پھیلاؤ اور (لوگوں کو) کھانا کھلاؤ۔ صلہ رحمی اختیار کرو۔ رات کے وقت جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھو تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔"

اردو ترجمہ سے صرف نظر کر کے صرف عربی عبارات پر ایک دفعہ پھر نگاہ ڈال لیجئے تو الفاظ کے انتخاب کی داد دیے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ ہر لفظ اپنی جگہ پر نگینے کی طرح فٹ ہے۔ کسی ایک لفظ کو بھی ادھر ادھر کر کے دیکھیں تو تمام عبارت غارت ہو جائے گی اور اپنا مفہوم تک کھو دے گی۔

آپؐ کے کلام میں جہاں فصاحت و بلاغت ہوتی وہاں آپؐ اپنے کلام کو بے جا طول نہ دیتے۔ بات مختصر کہتے مگر جامعیت کے ساتھ۔ بسا اوقات دریا کوزے میں بند فرما دیتے۔ پورا ذخیرہ احادیث اس امر پر گواہ ہے۔ عمرو بن عبسہ فرماتے کہ میں ایک روز آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے چند سوال کیے۔ یہ سوالات بمعہ جوابات درج ذیل ہیں۔

| | |
|---|---|
| ۱- ما الاسلام؟ | اے اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟ |
| طیب الکلام و اطعام الطعام | پاکیزہ گفتگو اور کھانا کھلانا۔ |
| ۲- ما الایمان؟ | ایمان کیا ہے؟ |
| الصبر والسماحۃ | صبر اور سیر چشمی |
| ۳- ای الاسلام افضل؟ | اسلام کس کا افضل ہے؟ |

من سلم المسلمون من لسانه ویده — جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

ای الایمان افضل؟ — ایمان کون سا افضل ہے؟

خلق حسن۔ — بہترین خلق

ای الصلوٰۃ افضل؟ — نماز کون سی افضل ہے؟

طول القنوت — لمبے قیام والی

ای الھجرۃ افضل؟ — ہجرت کون سی افضل ہے؟

ان تھجر ما کرہ ربك — جو چیز تیرے رب کو ناپسند ہو اس کو چھوڑ دینا۔

فای الجهاد افضل؟ — جہاد کون سا افضل ہے؟

من عقر جوادہ واھریق دمه — جس کا گھوڑا بھی کام آئے اور خود بھی شہید ہو جائے۔

ای الساعات افضل؟ — کون سا وقت افضل ہے؟

جوف اللیل الاخر — رات کا پچھلا پہر

ذرا ان فقروں پر غور فرمائیے۔ ایک ایک فقرے میں معانی کی دنیا آباد ہے۔ اگر کوئی ان کی تشریح کرنی چاہے تو پوری عمر صرف کر دے مگر تشریح تشنۂ تکمیل ہی رہے۔

جامعیت کے اعتبار سے آپؐ کا حجۃ الوداع کا خطبہ اپنی مثال آپ ہے۔ چند الفاظ میں اسلام کا پورا نچوڑ پیش کر دیا ہے۔ حقوق اللہ سے حقوق العباد تک کی تفصیل بیان کر دی ہے۔ رشد و ہدایت کے منبع و سرچشمہ کی نشاندہی اور اس کا تعین کر دیا ہے۔ سیاسی، معاشی اور خانگی زندگی کے رہنما اصول بیان فرما دیے ہیں۔ چند الفاظ میں ان تمام موضوعات کو سمیٹ لینا اسی ہستی کا ہی کمال ہو سکتا ہے جو "انی اعطیت بجوامع الکلم" کی خلعت سے سرفراز ہو۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ان دماءکم واموالکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم

ھذا الا کل شیء من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع و دماء الجاھلیۃ موضوعۃ

وان اول دم اضع من دمائنا ابن ربیعۃ بن الحارث وکان مسترضعًا فی بنی سعد

فقتلہ ھذیل وربا الجاھلیۃ موضوع واول ربا اضع من ربانا ربا عباس بن عبد المطلب

فانہ موضوع کلہ فاتقوا اللہ فی النساء فانکم اخذتموھم بامان اللہ واستحللتم فروجھن

بکلمۃ اللہ ولکم علیھن ان لا یوطئن فرشکم احدا تکرھونه فان فعلن ذلك فاضربوھن

ضربا غیر مبرح ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف وقد ترکت فیکم ما لن

تضلوا بعدہ ان اعتصمتم بہ کتاب اللہ۔

"تمہارے خون اور تمہارے مال ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جس طرح آج کا یہ دن (یوم عرفہ) اور یہ شہر مکہ حرام ہے۔ جاہلیت کی تمام رسومات میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ جاہلیت کے دور کے تمام خون اور سود معاف ہیں۔ سب سے پہلے میں ابن ربیعہ کا خون اور عباس کا سود معاف کرتا ہوں۔ ان عورتوں کے بارے میں جو تمہارے نکاح میں ہیں اللہ سے ڈرتے رہو۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ جن لوگوں کو تم ناپسند کرو اپنے گھر میں گھسنے نہ دیں اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ہلکی ہلکی مار مارو اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم ان کی خوراک اور لباس کی ذمہ داری اٹھاؤ میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر اسے مضبوطی سے تھام رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب — قرآن مجید۔

آپؐ کے خطبات کا انداز دعوتی تھا جو عقل اور دل کو براہِ راست اپیل کرتا تھا۔ جذبات کا حسین امتزاج بھی ہوتا۔ بسا اوقات یوں محسوس ہوتا کہ جذبات کا ایک سمندر موجزن ہے جو سامعین کو بہائے لیے جا رہا ہے۔ فتح مکہ کے بعد غزوۂ تبوک پیش آیا۔ اس غزوہ میں مالِ غنیمت کی وافر مقدار ہاتھ لگی۔ اس کی تقسیم کے وقت آنحضرتؐ نے انصار پر قریش کے نو مسلم افراد کو ترجیح دی جو انصار کو ناگوار گزری۔ بعض من چلے افراد نے اس کا برملا اظہار بھی کر دیا کہ تلوار ہم چلائیں۔ مرنے مارنے کا وقت آئے تو ہم بلائے جائیں۔ دشمنانِ اسلام کا خون ہماری تلواروں سے ٹپکے اور مالِ غنیمت غیروں میں بٹے۔ یہ بات آنحضرتؐ تک بھی پہنچی۔ آپؐ نے انصار کو بلا بھیجا اور ان سے دریافت فرمایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟ انصار نے اعتراف کیا کہ ہاں اللہ کے رسولؐ ہم میں سے چند نوجوانوں نے ایسا کہا ہے۔ حضورؐ نے انھیں خطاب فرمایا اور قریش کے نو مسلم افراد کو ترجیح دینے کی مصلحت بیان فرمائی کہ ایسا صرف تالیف قلوب کے لیے کیا گیا ہے۔ بپھرے ہوئے جذبات کے سامنے کوئی دلیل کم ہی ٹھہرتی ہے آپؐ نے اس کی رعایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اما ترضون ان یذھب الناس بالاموال و ترجعون الی رحالکم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

"کیا تمھیں یہ بات پسند نہیں کہ لوگ اونٹ بکریاں لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو ساتھ لے کر گھروں کو لوٹو۔"

سب انصار یک زبان ہو کر چیخ اٹھے:

یا رسول اللہ قد رضینا۔

"اے اللہ کے رسول ہم اس تقسیم پر راضی ہیں۔"

اختر راہی، ایم۔ اے

# رسولِ مقبول ـــ غیر مسلموں کی نظر میں

- پنڈت ہری چند اختر
- سادھو ٹی۔ ایل۔ وسوانی
- جارج برنارڈ شا
- چوہدری دلو رام کوثری
- سروجنی نائیڈو
- ایچ جی ویلز
- بابو شیام سندر ناصر
- سوامی لکشمن جی
- باسورتھ سمتھ
- لالہ پربھو دیال عاشق
- دیوان سنگھ مفتون
- سٹینلے لین پول
- رانا بھگوان داس بھگوان
- پنڈت گوپال کرشن بی اے
- دلہا وزن
- عرش ملیسانی بی۔ اے
- مسز اینی بسینٹ
- سر ولیم میور
- گاندھی جی
- نپولین بونا پارٹ
- انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا
- ڈاکٹر سر رابندر ناتھ ٹیگور
- کارلائل

## ہندو شعراء کا نعتیہ کلام

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا؟ — کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا؟
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر — اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا؟
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم — اور بندوں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا
کہہ دیا لاتقنطوا اختر کسی نے کان میں — اور دل کو سربسر محوِ تمنا کر دیا
آدمیّت کا غرض ساماں مہیا کر دیا — اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

پنڈت ہری چند اختر

درِ مصطفےٰ کی ملے گر گدائی! — تو پھر کیا ہے صاحبقرانی میں رکھا
لکھیں کوثری عمر بھر ہم نے نعتیں — نہ کچھ اور غم زندگانی میں رکھا

رحمۃ للعالمیں کے حشر میں معنی کھلے! خلق ساری شافعِ روزِ جزا کے ساتھ ہے
لے کے دِتّو رام کو حضرت گئے جنت میں جب غل ہوا ہندو بھی محبوبِ خدا کے ساتھ ہے

چوہدری دِتّو رام کوثریؔ

توحید اور ایمان کو اس ایزدی ایمان کو
جب توڑ دے سارا جہاں اور چھوڑ دے سارا جہاں
نورِ ازل کی اک کرن ہوتی ہے اکثر ضو فگن
بنتی ہے وہ ظلمت شکن مثلِ چراغِ انجمن
یوں ہی تھیں طاری شورشیں یوں ہی تھیں برپا وحشتیں
دنیا و ہفت افلاک پر ارضِ حجازِ پاک پر
نکلی حرا کے غار سے یا دامنِ کہسار پہ
اک روشنی اِک زندگی مشعل ہدایت کی بنی
اور نور برساتی ہوئی دنیا کو روشن کر گئی

بابو شیام سندر ناصرؔ

بادشاہِ دوسرا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
شافعِ روزِ جزا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
صدرِ بزمِ انبیاء ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
اور محبوبِ خدا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
میرے آقا کے علاوہ، میرے حضرت کے سوا

یہمانی کے لیے گردوں پہ بلوایا کسے؟
صورتِ مرکب سجا جبریل کو بھیجا کسے؟
پردہ ہائے راز دکھلائے شبِ اسریٰ کسے؟
مرتبہ معراج کا اللہ نے بخشا کسے؟
میرے آقا کے علاوہ، میرے حضرت کے سوا

لالہ پربھو دیال عاشقؔ

السلام اے شمعِ انوارِ جہاں! السلام آئینہ دارِ کُن فکاں!

السلام اے سیدِ کون و مکاں! السلام اے واقفِ سرِ نہاں!
السلام اے خواجۂ پیغمبراں السلام اے مظہرِ ربِّ جہاں
السلام اے ہادیٔ گم گشتگاں السلام اے شافعِ بے چارگاں
السلام اے تاجدارِ مرسلاں السلام اے رازدارِ کن فکاں
السلام اے محسنِ نوعِ بشر السلام اے نکتۂ حسنِ جہاں
السلام اے شہریارِ دینِ حق السلام اے خسروِ نورانیاں
السلام اے جانِ بھگوان السلام السلام اے سجدہ گاہِ عاشقاں

دانا بھگوان داس بھگوآن

نہ قول و عمل میں کوئی فرق مطلق پیامی سراسر، پیام اللہ اللہ
نہ ملت کی شیرازہ بندی کا آئیں یہ تنظیمِ دیں کا نظام اللہ اللہ

عرش ملسیانی

★گاندھی جی

اسلام اپنے انتہائی عروج کے زمانے میں تعصب اور ہٹ دھرمی سے پاک تھا۔ اسلام نے تمام دنیا سے خراجِ تحسین وصول کیا۔ جب مغرب پر تاریکی اور جہالت کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں اس وقت مشرق سے ایک ستارہ نمودار ہوا۔ ایک روشن ستارہ جس کی روشنی سے ظلمت کدے منور ہو گئے اسلام دینِ باطل نہیں ہے۔ ہندوؤں کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ وہ بھی میری طرح اس کی تعظیم کرنا سیکھ جائیں۔

میں یقین سے کہتا ہوں کہ اسلام بزورِ شمشیر نہیں پھیلا۔ بلکہ اس کی اشاعت کا ذمہ دار رسولِ عربی کا ایمان، ایقان، ایثار اور اوصافِ حمیدہ تھے۔ ان صفات نے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیا تھا۔ یورپی اقوام جنوبی افریقہ میں اسلام کو سرعت کے ساتھ پھیلتا دیکھ کر خوف زدہ ہیں۔ اسلام جس نے اندلس کو مہذب بنایا۔ اسلام جو مشعلِ ہدایت کو مراکو تک لے گیا۔ اسلام جس نے اخوت کا درس دیا۔ جنوبی افریقہ میں یورپی اقوام محض اس لیے ہراساں ہیں کہ وہ جانتی ہیں کہ اگر اصلی باشندوں نے اسلام قبول کر لیا تب وہ ہمسرانہ حقوق کا مطالبہ کریں گے اور لڑیں گے۔ اگر اخوت گناہ ہے تو ان کا خوف راستی پر مبنی ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے۔ زولو عیسائیت قبول کرنے پر بھی عیسائی حقوق حاصل نہیں کر سکتا لیکن جونہی وہ حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ مسلمانوں کے ساتھ اس کا رابطہ اتحاد

پیدا ہو گیا۔ یورپ اس اتحادِ اسلام سے خائف ہے۔

★ ڈاکٹر سر رابندر ناتھ ٹیگور

میں آج میلاد النبی کے مبارک موقع کو غنیمت سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں اور مسلمان بھائیوں کے ساتھ نبیٔ اعظم کی خدمت میں تعظیم و تکریم، ارادت و عقیدت مندی کا ناچیز تحفہ پیش کرتا ہوں۔ (یوم میلاد النبی پر پیغام)

★ سادھو ٹی۔ ایل۔ وسوانی

میں حضرت محمدؐ کی کورنش بجا لاتا ہوں۔ وہ دنیا کی ایک عظیم الشان شخصیت ہے۔ وہ ایک قوت تھی جو انسانیت کی بہتری کے لیے صرف ہوئی۔ ایامِ سلف کی داستانوں کا مطالعہ کرو تاکہ تمھیں اس کی شوکت و سطوت کا پتہ چلے۔ بادشاہ اور روحانی رہبر ہوتے ہوئے وہ اپنی گلیم کو خود پیوند لگاتا۔ وہ غائب کی آواز پر لبیک کہتا "اے کملی والے اٹھ اور تبلیغ کر" لوگوں نے انھیں ایذا دی، ان کی زندگی خطرہ میں پڑ گئی لیکن انھوں نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہ کی۔ وہ امن و راستی کی تلقین کرتے رہے۔ محمدؐ پیغمبر اور رہبر تھا اور میں ان کے آخری الفاظ پر اکثر غور و خوض کرتا ہوں "مالک! مجھے بخش دے اور مجھے اپنے نیک بندوں میں اٹھا" تم میں سے کون ہے جو اس امر کا انکار کرے کہ وہ اعلیٰ زندگی اور اعلیٰ موت رکھتے تھے۔

★ سروجنی نائیڈو

اس پاک انسان نے اپنے آپ کو معبودیت اور پرستش کا محل قرار نہیں دیا۔ اس کو انسان کی طاقت اور کمزوری کا پورا علم تھا۔ وہ بنی نوع انسان کے اندر تھا۔ لوگوں کے ساتھ بوتا، انھیں کے ساتھ چلتا پھرتا اور کام کرتا تھا۔ وہ خود بھی انسان تھا۔ اپنے رات دن کے عملی نمونوں سے اس مقدس انسان نے یہ شاندار سبق اپنے پیروؤں کو سکھلایا کہ زبان سے جو کچھ کہتا ہے اور جس بات کی تلقین کرتا ہے اس پر خود بھی عمل پیرا ہونا ضروری اور اس کے حدِ امکان کے اندر ہے۔ وہ خدا ہو کر دنیا میں نہیں آیا بلکہ انسان ہو کر اور انسانوں ہی کی طرف آیا ہے۔

وہ پاک انسان نفرت سے بھرپور، بغض و تعصب سے مخمور اور جہالت سے معمور دنیا کی طرف آیا اور اس صحرا کے اندر جو اس کی پیدائش کا گہوارہ تھا۔ ایک نہ مٹنے والی صداقت کا اس پر انکشاف ہوا۔ جو رب العالمین کے دو پاکیزہ الفاظ میں مضمر ہے۔ یعنی اس خدا کو آپ نے پیش کیا جو تمام اقوام و ممالک اور تمام مذاہب کا ایک ہی خدا ہے۔ اسلام میں حقیقی اور خالص جمہوریت کا رنگ

پایا جاتا ہے جو اپنی اعلیٰ شان و شوکت کے لحاظ سے ہمارے زمانے کی نام نہاد جمہوریت سے بدرجہا اعلیٰ تر ہے۔ یہ وہ رنگ ہے جس کو اعلیٰ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کو نہ مذہب عیسوی پیدا کر سکا نہ میرا مذہب ہی۔ جو تاریخ عالم میں بہت پرانا ہے اس کی تخلیق کا موجب ہوا بلکہ وہ محمدؐ کی پاک مساعی کا نتیجہ ہے۔

★ سوامی لکشمن جی مؤلف "عرب کا چاند"

جہالت اور ضلالت کے مرکز اعظم جزیرہ نمائے عرب کے کوہِ فاران کی چوٹیوں سے ایک نور چمکا۔ جس نے دنیا کی حالت کو یکسر بدل دیا۔ گوشہ گوشہ کو نورِ ہدایت سے جگمگا دیا اور ذرّہ ذرّہ کو فروغِ تابش حسن سے غیرتِ خورشید بنا دیا۔

آج سے چودہ صدیاں پیشتر اسی گمراہ ملک کے شہر مکہ مکرمہ کی گلیوں سے ایک انقلاب آفرین صدا اٹھی۔ جس نے ظلم و ستم کی فضاؤں میں تہلکہ مچا دیا۔ یہیں سے ہدایت کا وہ چشمہ پھوٹا جس نے اقلیمِ قلوب کی مرجھائی ہوئی کھیتیاں سرسبز و شاداب کر دیں۔ اسی ریگستانی چمنستان میں روحانیت کا وہ پھول کھلا جس کی روح پرور مہک نے دہریت کی دماغ سوز بُو سے گھرے ہوئے انسانوں کے مشامِ جان کو معطر و معنبر کر دیا۔

اسی بے برگ و گیاہ صحرا کے تیرہ و تار افق سے ضلالت و جہالت کی شبِ دیجور میں صداقت و حقانیت کا وہ ماہتابِ درخشاں طلوع ہوا جس نے جہالت و باطل کی تاریکیوں کو دور کر کے ذرے ذرے کو اپنی ایمان پاش روشنی سے جگمگا کر رشکِ طور بنا دیا۔ گویا ایک دفعہ پھر خزاں کی جگہ سعادت کی بہار آ گئی۔ (عرب کا چاند ص ۶۵-۶۶)

★ سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر "ریاست"

ایک روز مولوی صاحب نے مجھے رسول اللہ کی وہ حدیث سنائی جس میں پیغمبرِ اسلام نے فرمایا ہے۔ "سلطان جابر کے سامنے کلمۂ حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے[1]۔" میں نے جب یہ حدیث سنی تو میں نے غور کیا کہ اس شخصیت کی بلندی کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے جس نے حاکمِ وقت کے سامنے حق و صداقت کی آواز کو دنیا میں سب سے بڑا جہاد قرار دیا ہو......... ان ہونٹوں کی قدر و قیمت کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا جن ہونٹوں سے اس حدیث کے الفاظ نکلے۔

---

[1] افضل الجهاد كلمة الحق عند سلطان الجائر

★ پنڈت گوپال کرشن بی۔اے ایڈیٹر بھارت سماچار، بمبئی

رشی محمد صاحب کی زندگی پر جب ہم وچار کرتے ہیں تو یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ ایشور نے ان کو سنسار سدھارنے کے لیے بھیجا تھا۔ ان کے اندر وہ شکتی موجود تھی جو ایک گریٹ ریفارمر (مصلح اعظم) اور ایک مہا پرش (ہستی اعظم) میں ہونی چاہیے۔

آپ نے عرب کے چرواہوں کو جو ظلم و ستم کے عادی تھے۔ انسانِ کامل بنا دیا اور ان کے اندر رحم و کرم، حلم و تواضع پیدا کر دی۔ ان میں متر بھاؤ (مودّت) اور پریم (محبت) کے جذبات پیدا کر دیے یہ لوگ جاہل اور وحشی تھے۔ پرنتو (مگر) چند ہی روز میں ان کو حکمرانوں کے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچا دیا۔ وہ اپنے بھائیوں کا خون بہانا ایک معمولی بات سمجھتے تھے مگر حضرت محمد صاحب کی تعلیم سے ایسے دیالو (رحم دل) ہو گئے کہ دنیا کی کھوئی ہوئی سلامتی اور اس کا امن دوبارہ قائم ہو گیا اور خود بھی شانتی (امن) کے محافظ بن گئے۔

★ مسز اینی بسنٹ

جو شخص بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے جلیل القدر پیغمبر کی حیاتِ مقدسہ اور آپ کے عظیم کردار اور عمل کا مطالعہ کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ پیغمبر اسلام نے کس طرح اپنی پاکیزہ زندگی بسر کی اس کے لیے اس کے بغیر چارہ ہی نہیں کہ وہ اس عظیم اور جلیل پیغمبر کی عظمت اور جلالت محسوس نہ کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسولوں میں بڑی عزت والے رسول تھے۔ میں جو کچھ آپ کے سامنے پیش کر رہی ہوں۔ آپ میں سے اکثر اصحاب شاید اس سے واقف بھی ہوں لیکن میری تو یہ حالت ہے کہ میں جب بھی آپ کی سیرتِ پاک کا مطالعہ کرتی ہوں تو میرے دل میں عرب کے اس عظیم اور لاثانی نبی کی نئی عظمت اجاگر ہوتی ہے۔

(سیرت و تعلیماتِ محمدؐ)

★ نپولین بونا پارٹ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم امن اور سلامتی کے ایک عظیم شہزادہ تھے۔ آپ نے اپنی عظیم شخصیت سے اپنے فدائیوں کو اپنے گرد جمع کیا۔ صرف چند سالوں میں مسلمانوں نے آدھی دنیا فتح کر لی۔ جھوٹے خداؤں کے پجاریوں کو مسلمانوں نے اسلام کا حلقہ بگوش بنا لیا۔ بت پرستی کا خاتمہ کر دیا۔ کفار اور مشرکین کے بت کدوں کو پندرہ سال کے عرصے میں ختم کر کے رکھ دیا۔ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے پیروؤں کو بھی اتنی سعادت حاصل نہ ہو سکی۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے اور

عظیم انسان تھے۔ اس قدر عظیم انقلاب کے بعد اگر کوئی دوسرا ہوتا تو خدائی کا دعویٰ کر دیتا۔

(بونا پارٹ اور اسلام)

★ کارلائل

(وہ) حیاتِ ابدی کا نورانی وجود تھے جو قدرت کے وسیع سینے میں سے دنیا کو منور کرنے کو نکلا تھا۔ بلاشبہ خدا نے اسے دنیا کو منور کرنے کے لیے ہی پیدا کیا تھا۔

(ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ ترجمہ منشی عبدالعزیز خاں صادق)

★ جارج برنارڈ شا

میں نے ہمیشہ ہی پیغمبرِ اسلام کے دین کو عزت، عظمت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ دینِ اسلام میں ایک بہت بڑی قوت ہے۔ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق ہر دور کی راہنمائی کی اہلیت رکھتا ہے۔ میں اس سے پہلے پیشین گوئی بھی کر چکا ہوں کہ سو سال بعد اگر یورپ کا کوئی مذہب، ہوگا تو وہ صرف اسلام ہوگا۔ یہ ایک ایسا دین ہے کہ وہ کل بھی اسی طرح مقبول اور محبوب ہوگا جس طرح آج کل یورپ میں اپنی مقبولیت کی راہیں نکال رہا ہے۔

ہمارے قرونِ وسطیٰ کے پادریوں نے یا تو اپنی لاعلمی کی وجہ سے یا افسوسناک تعصّب کی وجہ سے پیغمبرِ اسلام کی جلیل القدر شخصیت اور آپ کے مذہبِ اسلام کو نہایت ہی تاریک شکل میں پیش کیا ہے۔

میں پوری بصیرت کے ساتھ اس حقیقت کا اعلان کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نسلِ انسانی کے ہادی اور نجات دینے والے تھے بلکہ میں صاف طور پر اعلان کرتا ہوں کہ آج دنیا کی حکومت اور ڈکٹیٹر شپ محمدؐ ایسے کامل انسان کے سپرد کر دی جائے تو آپ اس کرۂ ارض کے تمام مسائل حیات اور مشکلات کو اس طرح حل کریں کہ تمام دنیا امن اور راحت کا گہوارہ بن جائے گی۔

★ ایچ۔جی۔ویلز

اگر انسان میں خوبیاں نہ ہوں تو وہ کس طرح اپنے دوستوں کے دل میں گھر کر سکتا ہے۔ پیغمبرِ اسلام کی صداقت کا یہی بڑا ثبوت ہے کہ جو آپ کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ وہی آپ پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ حضرت خدیجہؓ سے بڑھ کر آپ کو زیادہ کون جانتا ہوگا۔ وہی سب سے پہلے ایمان لائیں۔ حضرت خدیجہؓ تو خیر آپ کی رفیقۂ حیات تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ سب سے بڑی شہادت ہیں جو ساری زندگی پیغمبرِ اسلام کے فداکاروں میں شامل رہے۔ حضرت ابوبکرؓ جیسے جانثار کا آپ

پر ایمان لانا پیغمبرِ اسلام کی صداقت کا بہترین ثبوت ہے کہ آپ نے سب کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربان کر دیا۔ پھر حضرت کرم اللہ وجہہ نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر آپ کی صداقت کا ثبوت پیش کیا۔

★ باسورتھ سمتھ

میں اس بات کو دیکھ کر حیران ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری سیرت اور زندگی میں یکسانی کا رنگ پایا جاتا ہے۔ ایسا کسی مرحلہ پر نظر نہیں آتا کہ پیغمبرِ اسلام نے حالات اور واقعات کے بدل جانے سے اپنے خصوصی کردار کو تبدیل کر دیا ہو۔ صحرا کے ایک گلہ بان اور چرواہے کی حیثیت سے، غارِ حرا کی تنہائیوں میں ایک مصلح اور معلمِ اخلاق کی حیثیت سے، مدینے کی ہجرت ہو یا مکہ کا فاتحِ اعظم۔ ایران، یونان اور روم کے بادشاہوں اور فرمانروا کی صورت میں، جس حیثیت سے بھی آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کریں آپ کو کسی قسم کا اختلافِ قلب و نظر دکھائی نہیں دے گا۔ آپ نے جس صداقت کے پیغام کو شروع کیا اس سے زندگی کے کسی مرحلے پر ایک، اپنچ ہٹے ہوئے آپ کی زندگی نظر نہیں آئی۔ ہر شخص جس کے ظاہری حالات بدل جائیں اس کے خیالات میں کچھ تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں لیکن پیغمبرِ اسلام کی زندگی میں مجھے یکسانی اور خیالات کی وحدت نظر آتی ہے۔ کسی بڑے سے بڑے انقلاب نے آپ کی زندگی کے مقاصد کو تبدیل نہیں کیا۔

(محمد اور محمڈن ازم ص ۱۲ و)

★ سٹینلے لین پول

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آبائی شہر میں فاتحانہ داخل ہوئے۔ آپ کے جانی دشمن جو آپ کے خون کے پیاسے تھے۔ آپ نے ان سب کو معاف کر دیا۔ یہ ایسی فتح تھی یہ ایسا پاکیزہ فاتحانہ داخلہ تھا جس کی مثال ساری تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔

★ ولہاؤزن مقالہ نگار "انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا"

آپ اگرچہ اُمّی تھے لیکن عملی ذہانت کا وافر حصہ آپ کو حاصل تھا۔ آپ کا مذہب حقیقتاً دینِ ابراہیم کا احیاء تھا۔ قانون ساز، ماہرِ حرب، منتظم اور جج آپ کی شخصیت کے مختلف پہلو تھے۔ اس خوفناک قبائلی تعصب کا خاتمہ کرنا جس کی بنا پر ایک خون، طویل جنگوں کا باعث بن جاتا تھا عورتوں کو ان کے حقوق خاص کر وراثت میں حصہ دلانا اور دختر کشی کا خاتمہ کرنا آپ کی عظیم اصلاحات ہیں۔

★ سر ولیم میور

"محمدؐ کی تعلیم بہت مختصر اور سادہ تھی"...... آپ کی تعلیم نے حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی۔ اوائل مسیحیت سے لے کر تا ایں دم لوگوں میں ایسی روحانی بیداری کسی وقت میں پیدا نہیں ہوئی تھی، نہ لوگوں کے اندر ایسا ایمانی جوش پیدا ہوا کہ وہ اپنے ضمیر کی خاطر ہر قسم کی جانی و مالی قربانی کر سکتے۔"

"......یہودیت کی آواز عرصہ سے اہلِ مدینہ کے کانوں میں آ رہی تھی لیکن یہ تاثیر پیغمبرِ عرب ہی کے الفاظ میں تھی جس نے مدینہ والوں کو یک لخت بیدار کر دیا اور زندگی کی روح ان میں پھونک دی۔" (لائف آف محمدؐ جلد دوم صفحہ ۲۲۸)

★ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا

"محمدؐ مذہبی شخصیتوں میں کامیاب ترین انسان ہیں۔"

# میرِ کارواں

بھٹک ہی جاتا کہیں ہمیں خبر سے تا بہ نظر
ہر ایک موڑ پر اس کے نقوشِ پا تھے مگر

وہ اک مسافرِ تنہا، حرا سے تھا جو چلا
بجز یقیں کے نہ تھا جس کا کچھ بھی زادِ سفر

وہ راہرو، کہ ہر اک کارواں کا راہ نما
وہ رہ نما، کہ ہر اک اس کے کارواں میں خضر

وہ ڈگر [illegible] اسی کے قدم سے جادۂ عقل
تپاں خرام سے اس کے جنوں کی راہ گزر

ز[illegible]ری ہر راہ کا سراجِ منیر
ہر ایک ذرہ اس کی نظر سے رشکِ قمر

رہِ حیات میں ہر خشک و تر کا محرمِ حال
بلند و پستِ زمان و مکاں پر اس کی نظر

امیرِ قافلۂ رہروانِ منزلِ شوق
زعیمِ جیشِ وفا، مایہ نیازِ تیغ و سپر

وہ جیشِ عشق کا ہراول ہے جس کا عزم و یقیں
وہ فوجِ صدق، جلو میں ہے جس کے فتح و ظفر

سلامِ خسروئی پا شکستہ ہم بر خواں
صبا، بہ خیمۂ آں میرِ کارواں بگزر

# تعارف وتبصرہ کتب

فتاویٰ رحمان مولوی عبدالخالق اسداللہ طور حصاری

صفحات ۵۴

قیمت -/۲ روپے

پتہ شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار۔ لاہور

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: کہ حضور سے بارہ ہی سوال صحابہ نے پوچھے تھے جو سب کے سب قرآن میں ہیں۔ اس کتاب میں بس انہی بارہ سوالات اور جوابات کی تشریح و توضیح ہے۔ کتاب کے شروع میں مؤلف نے "۱۲" عدد کی فضیلت بھی بیان فرمائی ہے اور اس سے بھی پہلے اپنے سوانح اور تعارف کا تذکرہ ضروری سمجھا ہے۔

موضوع جتنا دلچسپ ہے، سامان اتنے دلچسپ نہیں ہیں۔ عبارت گنجلک، بات بوجھل اور ترتیب غیر جاذب سی ہے۔ بایں ہمہ یہ پڑھنے کی چیز ہے۔ (عزیز زبیدی)

(۲)

نام کتاب آئینۂ نبوت

مرتبہ جناب محمد منیر صاحب قمر سیالکوٹی

ضخامت ۲۸۰ صفحات درمیانہ سائز

کتابت، طباعت، کاغذ عمدہ

ناشر بزم الہلال جامعہ سلفیہ لائل پور

قیمت درج نہیں ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی مرکزی درسگاہ جامعہ سلفیہ لائل پور کے طلبہ نے "بزم الہلال" کے نام سے ایک انجمن قائم کر رکھی ہے جو ایک مجلہ "الہلال" شائع کرتی ہے۔ یہ زیادہ تر طلبہ کی تحریری کاوشوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب اسی مجلہ "البلاغ" کی خصوصی اشاعت ہے۔ اس کا موضوع "سیرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم" ہے۔ اور یہ سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر لکھے ہوئے تقریباً پچاس مقالات کا مجموعہ ہے۔ بیشتر مضامین جامعہ سلفیہ کے ہونہار طلبہ کے لکھے ہوئے ہیں۔ ایسے پاکیزہ موضوع سے طلبہ کی دلچسپی بجائے خود قابلِ ستائش ہے۔ لیکن کتاب پر تبصرہ کرتے وقت ہم "گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل" کی کیفیت سے دوچار ہیں۔ ایک طرف تو طلبہ کا اخلاص اور جذبہ حبِ رسول ہے۔ جس کے لیے وہ بجا طور پر تحسین اور حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں۔ دوسری طرف جب ہم قدم قدم پر زبان و بیان، املا اور کتابت کی فاحش غلطیاں دیکھتے ہیں تو لامحالہ یہ رائے قائم کرنی پڑتی ہے کہ نہ موضوع کا حق ادا کیا گیا ہے، نہ مضامین کی تہذیب پر کما حقہ عرقریزی کی گئی ہے اور نہ مناسب پروف ریڈنگ کی گئی ہے۔ ہم یہاں "مشتے نمونہ از خروارے" صرف چند غلطیوں کی نشاندہی پر اکتفا کریں گے۔

۱۔ "خیر البشر غائب دان نہ تھے" (صفحہ ۲۵۳) یہ ایک مضمون کا جلی عنوان ہے۔ غیب دان کو "غائب دان" لکھنا افسوسناک ہے۔ مضمون کے اندر بھی کئی جگہ غیب کی جگہ غائب لکھا گیا ہے۔ صفحہ ۲۵۵ پر حضرت ربیع بنت معوذ کی بجائے ربیعہ بنت معوذ قلمبند کیا گیا ہے۔

۲۔ کتاب کے فاضل مرتب اور کئی دوسرے مضمون نگاروں نے جگہ جگہ "نہ ہی" کی ترکیب استعمال کی ہے۔ نہ کے معاً بعد ہی کا استعمال زبان کے معائب میں شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح دھوکا کی بجائے جگہ جگہ دھوکہ لکھا گیا ہے۔

۳۔ صفحہ ۷ کی آخری سطر کے بعد کچھ فقرے ترک ہو گئے ہیں۔

۴۔ ایوان سناٹے میں آ گئے ــــ مجوسیت کے اوراقِ خزاں جھڑنے لگے۔ ہر قسم کی پرستیاں اس وقت کی فطرتِ ثانیہ تھیں (صفحہ ۱۸) یہ کیسی زبان ہے؟

۵۔ شروع میں مسلمانوں نے ایک دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی (۱۹) حالانکہ تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ مسلمانوں نے حبشہ کو دو بار ہجرت کی۔

۶۔ "کئی دنوں کے دل گداز سفر کے بعد" (صفحہ ۱۹) پر صعوبت سفر کو دل گداز لکھنا ستم ظریفی ہے۔

۷۔ ہر کوئی چاہتا تھا کہ آپ مجھے شرف میزبانی بخشیں (صفحہ ۱۹) یہاں مجھے کے بجائے اسے ہونا چاہیے تھا۔

۸۔ ظلالت وگمراہی (صفحہ ۳۸) ضلالت وگمراہی لکھنا چاہیے تھا۔

۹۔ "چچا کے ہمراہ سفر شام کی سعادت نصیب ہوئی" (صفحہ ۳۹) بھلا حضورؐ کے لیے شام کا سفر کون سی سعادت کا باعث تھا۔

۱۰۔ "میں نے اس کے اندر ہر وہ نشانیاں اور خدوخال پائے جو پیغمبر کی نشانی ہماری کتب میں موجود تھی (صفحہ ۴۰) یہ فقرہ زبان کے لحاظ سے یکسر غلط ہے۔

۱۱۔ کمیٹی قائم کر کے یہ پاس کیا (صفحہ ۴۰) پاس کیا کی بجائے عہد کیا زیادہ موزوں تھا۔

۱۲۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اس طرح کھینچتی ہے (صفحہ ۴۲) ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ہے کی بجائے ہیں لکھا جائے۔

۱۳۔ بھوڑوں کا بھوج (صفحہ ۴۲) یعنی چہ؟

۱۴۔ جنگ طبوس (صفحہ ۴۸) ہم نے حرب بسوس کا نام تو سنا ہے لیکن "جنگ طبوس" کا نام کبھی نظر سے نہیں گزرا۔

۱۵۔ آتش غضب پھڑک اٹھی (صفحہ ۵۰) یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کہ بھڑک کی جگہ پھڑک لکھا گیا۔

۱۶۔ اسمٰعیل سمیع اللہ (صفحہ ۵۰) حضرت اسماعیلؑ کا لقب ذبیح اللہ تھا۔

۱۷۔ یہ لوگ (یعنی قریش) اونٹوں، گھوڑوں ........ کے ریوڑ لیے پھرتے تھے (صفحہ ۴۸) یہ تمام قریش کا شعار نہیں تھا۔ قریش الظواہر کی زندگی بلاشبہ بدویانہ تھی لیکن قریش البطائح متمدن لوگ تھے اور ان کا مستقل قیام مکہ میں تھا۔

۱۸۔ اور کوئی یہ کام سرانجام نہیں دے سکتا۔ (صفحہ ۵۰) اس کی بجائے "اور کوئی یہ کام نہیں کر سکتا" ہونا چاہیے تھا۔

۱۹۔ ایک مشرک نے ...... سعدؓ بن ابی وقاص کو زخمی کر ڈالا ...... (صفحہ ۵۳) واقعہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ فی الحقیقت حضرت سعدؓ نے ایک مشرک کو زخمی کیا تھا اس طرح وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے راہِ حق میں خونریزی کی۔

۲۰۔ نچلہ درجہ (صفحہ ۵۵) صحیح زبان "نچلے درجہ" ہے۔

۲۱۔ حضرت خبابؓ بن الارث (صفحہ ۵۶) صحیح نام خبابؓ بن الأرتّ ہے۔

۲۲۔ حضرت ابو فکیہہ جہنی (صفحہ ۵۶) حضرت ابو فکیہہ جہنی نہیں بلکہ ازدی تھے۔

۲۳۔ حضرت جعفر بن طیار (صفحہ ۵۷) حضرت جعفرؓ کا لقب طیّار تھا اور ابو طالب کے بیٹے تھے۔

۲۴- صفحہ ۷۰ پر "مواخاۃ" کے عنوان کے تحت جو کچھ لکھا گیا ہے، وہ "عقد مواخاۃ" کے واقعہ کی صحیح عکاسی نہیں کرتا۔ حضورؐ نے مہاجرین اور انصار کے مابین مواخاۃ قائم کرائی تھی۔

۲۵- منافقین کے ساتھ نہایت رواداری کا سلوک برتتے ہوئے انہیں بے وقوف بنائے رکھا۔ (صفحہ ۷۱) کیا فاضل مضمون نگار کو علم نہیں کہ کسی کو بے وقوف بنانے سے ذم کا پہلو نکلتا ہے وہ اپنا مافی الضمیر احسن پیرائے میں بھی بیان کر سکتے تھے۔

۲۶- قیصر و کسریٰ کے تاجدار (صفحہ ۷۹) یعنی چہ؟

۲۷- کی زندگی (محکوم کی زندگی) صفحہ ۷۸، جناب نائب شیخ الحدیث سے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ مکی زندگی کو محکوم کی زندگی قرار دیں اور حضورؐ کو محکوم سیاست دان لکھیں۔ حضورؐ مکہ میں کس کے محکوم تھے؟

۲۸- مالدار عورت تھی (صفحہ ۷۲) ادب "مالدار خاتون تھیں" لکھنے کا متقاضی تھا۔

۲۹- زید بن دغنہ — عضل وقارہ (صفحہ ۷۶) زید بن دثنہ اور عضل وقارہ لکھنا چاہیے تھا۔

۳۰- زاد المصادر میں علامہ ابن قیم لکھتے ہیں (صفحہ ۱۳۴) علامہ ابن قیمؒ کی کتاب کا نام زاد المعاد ہے نہ کہ زاد المصادر۔

۳۱- صفحات ۱۸۱ تا ۱۸۵ پر کئی غزوات و مقامات وغیرہ کے نام غلط لکھے گئے ہیں اور پھر سنہ ہجری دیا ہی نہیں گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

بعض مضامین میں واقعاتی اور تاریخی تسامحات بھی کھٹکتے ہیں۔

ہم اپنے عزیز طلبہ کو مشورہ دیں گے کہ وہ کسی دینی اور علمی موضوع پر قلم اٹھاتے وقت زیادہ تحقیق و تفحص سے کام لیا کریں۔ معیاری تحریر و نگارش سخت محنت اور جگر کاوی کا مطالبہ کرتی ہے۔ انشا پردازی بھی ایک فن ہے اور زبان کی نزاکتوں کو سمجھے بغیر کوئی شخص اچھا انشا پرداز نہیں بن سکتا۔ ہم جامعہ کے فاضل اساتذہ سے بھی گزارش کریں گے کہ وہ طلبہ کو صحیح اردو زبان سکھانے پر بھی خاص توجہ دیں اور چھاپنے سے پہلے ان کے مضامین بنظرِ تعمق دیکھ لیا کریں۔ یہ سطور لکھنے سے ہمارا مقصد بخدا یہ نہیں ہے کہ طلبہ کی دل شکنی ہو بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ اس معاملے میں ان کی مناسب تربیت اور رہنمائی ہونی چاہیے اگر اس کا معقول انتظام کر دیا گیا تو ہمیں یقین ہے کہ یہی طلبہ ایک دن ملک کے بہترین انشا پرداز بن جائیں گے اور ان کی تحریری کاوشیں وطنِ عزیز میں دینِ حق کو سربلند کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوں گی۔

(طالب ہاشمی)

نوجوان علماء میں قدیم وجدید علوم کی جامعیت اور ماہرانہ تربیت کیلئے

# الجامعۃ السلفیۃ
## (درجۂ تکمیل وتخصص)

جماعت اہلحدیث کے لیے صاحبِ تحقیق مصنف، تربیت یافتہ مدرس اور بہترین خطیب مہیا کرنے کے لیے علم وادب کے مرکز **لاہور** میں اعلیٰ تعلیم وتربیت کا مرکزی منصوبہ۔

* بلند پایہ محقق علماء اور پروفیسر حضرات کی تدریس۔
* عمدہ اور وسیع لائبریری سے استفادہ۔
* اہم موضوعات پر تقریری وتحریری مقالات اور مذاکراتِ علمیہ

**کے تجرباتی طریقوں سے**

- قرآن وسنت کی گہری بصیرت اور جدید علوم کا مطالعہ
- مشہور مذاہب، مکاتبِ فکر اور تحریکوں کا تقابلی جائزہ
- مختلف محکمہ جات، سماجی، قومی اور بین الاقوامی اداروں کی واقفیت اور معلوماتِ عامہ
- عربی زبان کی تقریری وتحریری مشق کا خاطر خواہ انتظام۔

MUHADDIS
Regd. No. L. 7895

پہلا سال: علمی تکمیل وجامعیت کے لیے — اور — دوسرا سال: تحقیق وتصنیف، درس وتدریس اور دعوت وخطابت کے شعبہ جات میں سے کسی ایک میں تخصص کے لیے۔
دو سالہ نصاب کی تکمیل کی شرط پر رہائش وتعلیم کے مفت انتظام کے علاوہ دورانِ تربیت کفالت کیلئے ۲۵۰/- روپے ماہوار وظیفہ۔

حافظ محمد یحییٰ عزیز
**ناظمِ تعلیمات مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان**
حدیث منزل — ۷ ایبک روڈ (انار کلی) لاہور